لبنیٰ رانا

وہ مسلسل چھ ماہ سے تایا جی سے ملنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ہر بار اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تھا۔ تایا جی اس سے اس حد تک متنفر ہو چکے تھے کہ اس سے ملنا تو درکنار وہ اس کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ لیکن آج وہ اس کے آفس میں موجود تھے۔ ایک طنزیہ مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔ تایا جی کی اس کے آفس میں موجودگی اس کی توقع کے عین مطابق تھی۔ کم و بیش ان کے جارحانہ تیور بھی اس کی توقع کے برعکس نہ تھے۔

"جودت! یہ جو کچھ تم کر رہے ہو اور کرنا چاہتے ہو بہتر ہے کہ کھل کر کرو یہ چھپن چھپائی کا کھیل زیادہ دیر تک تمہیں چھپنے نہیں دے گا۔" ان کا تنفر سے بھرا لہجہ، جودت کے لیے اجنبیت لیے ہوئے تھا مگر وہ جانتا تھا کہ اب کوئی بھی تدبیر ان کے موجودہ رویے کو ماضی کی خوشگوار یادوں کی طرح جاندار نہیں کر سکے گی، تبھی اس نے اس معاملے میں کوئی تدبیر نہیں کی تھی۔

"چھپن چھپائی!" وہ استہزائیہ انداز میں گویا ہوا تھا "معاف کیجیے گا تایا جی! یہ کھیل تو آپ کھیل رہے ہیں اور وہ بھی چھپ کر۔"

"اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں تم سے چھپتا پھر رہا ہوں۔ میں نے تو اسی روز تمہاری شکل نہ دیکھنے کا تہیہ کر لیا تھا۔ جب تم نے..." انہوں نے اپنی بات وہیں ادھوری چھوڑ دی تھی اور اپنی کنپٹی دبانے لگے تھے۔ البتہ جودت کے لیے ان کی اس ادھوری بات کا مفہوم سمجھنا مشکل نہ تھا۔ تبھی وہ اپنے کڑوے لہجے پر قابو نہ پا سکا تھا۔

"تو پھر آج آپ کو میری شکل کیسے یاد آ گئی؟"

"میں نہ تو یہاں ماضی ڈسکس کرنے آیا ہوں اور نہ ہی تمہاری فضولیات سننے۔ میں تمہیں صرف تنبیہ کرنے آیا ہوں کہ تم عدیل سے دور رہو۔"

عدیل کے ذکر پر وہ ٹھٹک کر تایا جی کو دیکھنے لگا تھا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ وہ تائی جی کے زور دینے پر اس سے ملنے آئے تھے۔ کل وہ ادھورا کام ... تائی جی کے پاس اسی مقصد سے گیا تھا اور اسے یقین تھا کہ تائی جی اس

معاملے میں اس کی بھرپور مدد کرے گی اور اب تک نیاپاجی کی آمد کو اپنی کامیابی تصور کر رہا تھا مگر ایک لمحے میں انہوں نے اس کی بلند ہوتی خوش فہمی کی دیوار کو زمین بوس کر دیا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی اور عدیل کی ملاقات کی بابت نیاپاجی کو کس ذریعے سے علم ہوا تھا۔ ان کے غضب ناک اور اشتعال انگیز رویے کا سبب کیا تھا وہ جان پایا تھا۔ مگر اپنی دانست میں تو اس نے اس معاملے میں خاصی رازداری برتی تھی۔ ایک شدید خجالت کی کیفیت اس کے اعصاب پر سوار ہو گئی تھی اسی کیفیت میں ایک بار پھر نیاپاجی کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔

"اپنی زندگی میں، میں نے دو غلطیاں کیں جن کا خمیازہ اب میں ابھی تک بھگت رہا ہوں۔ ایک میری بزنس کے حوالے سے ہے اور ایک تمہارے حوالے سے۔ مجھے نہیں معلوم میں کیا سوچ کر تمہیں احسان کے گھر لے آیا تھا۔ میں آج تک اس پچھتاوے کی گرفت میں ہوں وہ دن دور لگے گا کہ سرے سے ماضی کی اذیت ناک اور تکلیف دہ ساعتوں کا احساس ہوا ہے۔ تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ عورت ایک ایسی شے تھی جس سے میری امیدیں بہت وابستہ تھیں۔ لیکن آج میں [illegible] اس کا اعلان کرتے نہیں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ تم عدیل سے ملنے کی آئندہ کوشش بھی مت کرنا۔" وہ کہتے ہوئے اس کے آفس سے نکل گئے [illegible] لہجہ اس کے منصوبے میں وہ [illegible] منصوبے کی دوسری کڑی [illegible] ایک قسم [illegible] پلٹ گئی تھی۔

UrduPhoto.com

[illegible]

سب اس کو خود اس بات کا خدشہ کرنے کے لیے کافی تھا کہ بزنس کے سلسلے میں اسے پر اعتماد کرنے [illegible] بھائی کی سوچ بھی نہیں اسکیم ہے اور وہ [illegible] کی اسکیم فیل کرنا نہیں چاہتا تھا [illegible] سے وہ آہستہ آہستہ اس پر [illegible] ہو گیا تھا مگر اس کے باوجود کوئی پرابلم اٹھ کھڑی ہوتی تھی۔ [illegible] حل وہ سوچنے کے باوجود سمجھ نہیں پاتا تھا اس میں کافی حد تک نیاپاجی [illegible] کیا کرتا تھا [illegible] بزنس کی کوئی ڈگری [illegible] کے باوجود اچھا تھا [illegible] آج کی ملاقات بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

نیاپاجی اپنے آفس میں اس وقت کسی ضروری میٹنگ میں مصروف تھے انہوں نے عورت کو مزید پانچ منٹ انتظار کرنے کو کہا تھا۔ وہ ویٹنگ روم میں مسلسل اپنے مسئلے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ [illegible] عدیل صاحب ان کی فرم کے ساتھ پانچ سال سے [illegible] تھے ان کی حیثیت صرف سرمایہ لگانے والے کی تھی۔ مگر پچھلے ایک ہفتے سے مسلسل سرمائے کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے مشکل یہ تھی کہ [illegible] کے لیے پلانٹ خریدے [illegible] کے اکاؤنٹ کے [illegible] نہیں تھا کہ ان کی رقم واپس کی جا سکے [illegible] کچھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ اچانک اپنا [illegible] سرمائے کی واپسی کے نوٹس پر [illegible] نے فون پر ہی نیاپاجی کو تمام تفصیل سے آگاہ کر دیا اب اس مسئلے کے لیے وہ نیاپاجی کا منتظر تھا [illegible] دیر انتظار کی کوفت کا شکار نہیں ہونا پڑا تھا۔ نیاپاجی نے اسے اپنے آفس میں طلب کر لیا تھا۔

"کیسے ہو؟" نیاپاجی نے مسکراتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا۔

"ٹھیک ہوں" اس نے بھی مسکرا کر شانے اچکائے۔

"بیٹھو میری طرف سے [illegible] ہوئی تھی۔" انہوں نے اپنے مخصوص آرام دہ [illegible] بیٹھتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

[illegible] Credit اور Debit [illegible]

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے
نیا خوبصورت ناول
میرے دل میرے مسافر
نسیم سحر قریشی
شائع ہوگیا ہے
خوبصورت سرورق * مضبوط جلد * آفسٹ چھپائی
قیمت: /250 روپے
ڈاک خرچ: /30 روپے
منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال فرمائیں
ملنے کا پتا:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی

…شخص پر بات کرنے کے قائل تھے۔

"تمہارا خیال ہے تمہاری نظر میں بزنس وہ ہے جو ڈاکوں سے … ہو کر ڈاکوں پہ ختم ہو جاتا ہے؟" … سوچ انداز میں وہ … اختیار کر گئے تھے۔

"کیا مطلب؟" ہووت نے نہ سمجھنے والے انداز میں انہیں دیکھا جو پوری طرح اسی کی جانب متوجہ تھے۔

"مطلب بہت واضح ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے Debit اور Credit کو شمار کرنے کو ہی … ہر ماہ بینک بیلنس، اسٹیٹمنٹس کا حساب لگانا ہی شامل نہیں بلکہ دفتری کارکردگی کا جائزہ لینا، کارکنوں کی کارکردگی کو بھی دیکھنا کاروبار کی ایک اہم کڑی ہے۔ … میں کیا ہو رہا ہے؟ کون کر رہا ہے؟ اور کیوں کر رہا ہے؟ … تمہیں شاید اس سے کوئی غرض نہیں۔ وقتی خوشی" اگر … پر توجہ نہ دی جائے تو کاروبار کے قائم رہنے کی کوئی بھی گارنٹی نہیں دے سکتا۔" ہووت خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا جو نجانے کیا گل فشانی کرنے والے تھے۔

"جیسا کہ تم جانتے ہو کہ مظفر صاحب کاروبار میں خاموش حصہ دار ہیں جو کاروبار کے نفع نقصان میں برابر کے شریک ہیں۔ اب اسی خاموش حصہ دار کو آپ کی فرم کے ایک اہم عہدے پر فائز شخص نے … فون کال کے ذریعے مطلع کیا ہے کہ خدانخواستہ فرم … ہونے کے قریب ہے۔ اس نے یہ بھی مظفر پر واضح کیا ہے کہ پروڈکشن پارٹ کے دو پلانٹ بھی ناکارہ ہو چکے ہیں … ظاہر ہے کہ جب بتایا جائے کہ دو پلانٹ ناکارہ ہو چکے ہیں … کا پورا اثر پروڈکشن پر پڑنا ہے … پروڈکشن متاثر ہونے کا مطلب ہے پرافٹ کا متاثر ہونا۔ ایسی صورت حال میں اور اپنی جانب سے … معاشی بحران میں … ڈوب جائے، اسی … نے اپنے سرمائے کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے گو کہ … مجھے ہر قسم کا طریقہ آزمانا پڑا ہے مگر بہرحال صورت حال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔"

"ہووت …" اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔ یہ بات تو

اس نے وہم و گمان میں بھی نہیں سوچا۔ وہ دوبارہ قدرے توقف سے گویا ہوئے تھے۔
"تم خود بہتر طور پر جان سکتے ہو کہ وہ شخص کون ہے جو فرم کو تباہ کرنے کی سازش میں مصروف ہے۔ جو نہ صرف یہ جانتا ہے کہ کمپنی کے اکاؤنٹ میں اس وقت کتنی رقم ہے بلکہ یہ بھی کہ پلانٹ ناکارہ ہو چکے ہیں۔ ایسے لوگ اگر غلطی سے لاپتہ ہو جائیں حقیقت جاننے کے بعد بھی انہیں فرم میں شامل رکھنا صرف اور صرف بزنس سے دشمنی ہے۔ اس لیے پہلی فرصت میں اسے نکال باہر کرو۔ منظر صاحب کو میں نے سمجھا دیا ہے۔ وہ بھی معذرت خواہ تھے۔" وہ سب سن کر ششدر رہ گیا تھا۔
"اس قسم کے ٹینشن پیریڈ بھی بزنس کا حصہ ہوتے ہیں۔" اسے پریشان دیکھ کر تایا جی نرمی سے گویا ہوئے تھے۔ "چونکہ تم نے بزنس کو بطور سبجیکٹ پڑھا ہے اس لیے تمہیں دھچکا لگا ہے۔ کتابوں میں محض ڈیبٹ اور کریڈٹ کا حساب لگایا جاتا ہے۔ اس قسم کی سازشوں کا ذکر نہیں ہوتا۔ تم نے بھی بزنس کو محض کتابوں میں درج معلومات کے ذریعے کرنا چاہا۔ حالانکہ اگر کتابوں سے ہٹ کر دیکھا جائے تو بزنس کوئی اتنا مشکل کام نہیں ہے۔"
وہ چپ چاپ بیٹھا رہا۔ یہ سچ تھا کہ زندگی میں جتنی کامیابیاں اس نے حاصل کی تھیں ان میں اسی فیصد تایا جی کا ہاتھ تھا۔ کبھی کبھی وہ سوچتا تھا کہ اگر تایا جی نہ ہوتے تو وہ کیسی زندگی گزار رہا ہوتا۔ بہت معاملات میں وہ تایا جی کا محتاج تھا۔ اس حقیقت کے ادراک کے باوجود وہ کسی بھی قسم کی شرمندگی سے دوچار نہیں ہوتا تھا۔
"کھانا کھا لو تم۔" تایا جی کی آواز اسے خیالات کے سمندر سے کھینچ لائی۔
کھانا کھانے کے دوران بھی تایا جی اسے ایک مطلب سمجھانے کی کوشش کرتے رہے جسے وہ بڑی توجہ اور غور سے سن رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد اس نے اجازت طلب نظروں سے تایا جی کو دیکھا تھا جو کچھ سوچتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔
"تم اب کہاں جاؤ گے؟"
"فی الحال تو گھر ہی جاؤں گا بھابی انتظار کر رہی ہوں گی۔" اس نے رسٹ واچ پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔
"ایسا ہے یار مجھے ایک ضروری کام سے گلشن جوہر تک جانا ہے۔ میری گاڑی آج کل کچھ زیادہ ہی پرابلم کری ایٹ کر رہی ہے۔ آفس آتے ہوئے میں اسے ورکشاپ چھوڑ آیا تھا۔ کام بھی بے حد ضروری ہے اور..." انہیں متذبذب دیکھ کر وہ فوراً "اوہ" کر گیا تھا۔ "تمہیں کوئی پرابلم تو نہیں ہوگی۔" انہوں نے کسی خدشے کے تحت جوہت سے استفسار کیا تھا۔
"بالکل نہیں۔ چلیے۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔
"ویسے تایا جی اب آپ کو ایک عدد نئی گاڑی خرید لینی چاہیے۔" گیراج سے گاڑی نکالتے ہوئے اس نے ایک خفیف سا طنز کیا تھا۔ جس پر وہ ایک دم مسکرا دیے تھے۔
"تم ٹھیک ہی کہتے ہو یار! کیا کروں اپنی اس گاڑی سے ایک عجیب سی انسیت ہو چکی ہے۔" انہوں نے مسکرا کر دوستانہ انداز میں کہا تو وہ بھی مسکرا دیا۔ تایا جی کی ہدایت پر وہ گاڑی مختلف سڑکوں پر دوڑاتا رہا اور ڈرائیو کے دوران ان سے مختلف موضوعات پر بات چیت بھی کرتا رہا۔
الاحمد ہاؤس کے کمپاؤنڈ میں گاڑی کے رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئے پھر کچھ سوچتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئے۔
"بیٹے صرف دس منٹ لگیں گے چاہو تو یہیں انتظار کر لو یا پھر بہتر ہے کہ میرے ساتھ چلو۔" کچھ سوچتے ہوئے وہ ان کے ساتھ اوپر چلا گیا تھا۔ تایا جی نے جس فلیٹ کی بیل بجائی تھی وہ ایک درمیانے درجے کا فلیٹ تھا۔ اس نے اپنے دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالتے بے نیازی سے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ چند لمحوں کے انتظار کے بعد دروازہ کھل گیا۔

ان کے اشارے پر وہ اندر چلا گیا۔

"السلام علیکم بھائی صاحب!" سر پہ دوپٹے سے خود کو چھپائے وہ نہایت باوقار اور خوبصورت خاتون تھیں۔ تایا جی نے ان کے سلام کا جواب محض سر ہلا کر دیا تھا۔ پھر جودت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولے۔

"بھتیجا ہے میرا۔" اپنا تعارف کروائے جانے پر اس نے یکدم سلام جھاڑ دیا۔

"جیتے رہو۔" لہجے میں بے پناہ نرمی اور حلاوت تھی۔ جودت کا ذہن مسلسل قیاس آرائیاں کرنے میں مصروف تھا۔ نجانے وہ کون تھی جس کے پاس تایا جی کسی ضروری کام سے آئے تھے بلکہ اسے بھی اپنے ہمراہ لائے تھے۔ یہ یقیناً کوئی معمولی بات نہیں تھی۔

"ایمن کہاں ہے؟" تایا جی نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے انہیں خاتون کو مخاطب کیا۔

"آپ بیٹھیے ہم ایمن کو بھیجتے ہیں۔" وہ نہایت شستہ لہجے میں کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئیں۔ ان کے باہر جاتے ہی اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔ یہ لوگ یقیناً ڈرائنگ روم کے طور پر استعمال کر رہے ہوں گے۔ عام سا کارپٹ، سامنے کی دیوار پر لگی ہوئی جھرنوں اور پہاڑی سلسلوں کی درمیانے سائز کی سینری۔ ابھی وہ مزید کسی بھی چیز کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتا جب آنے والی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"السلام علیکم تایا جان!" آنے والی کے انداز تخاطب پر وہ چونکا پھر غور سے تایا جی کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا جہاں صرف پیار کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر تھا۔ یہ سمندر اس آنے والی ہستی کے لیے [illegible] اور محبت سے [illegible] رہے تھے۔

"تایا جان! آج ہے کل [illegible] میں نے آپ کا [illegible] آپ ہمیشہ کی طرح بھول گئے۔" وہ بچوں کی طرح منہ پھلا کر نہایت روٹھے انداز میں تایا جان سے مخاطب تھی۔ اس کے اس انداز کو جودت نے نہایت دلچسپی سے دیکھا تھا۔ سفید دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ بالکل بچوں کی سی معصومیت لیے ہوئے تھا۔

"میں جانتا تھا بیٹا کہ تم میرا انتظار کر رہی ہو گی مگر آفس کی وجہ سے نہ آ سکا اس لیے آج تمہاری ناراضگی سے بچنے کے لیے پہلی فرصت میں آیا ہوں۔ تاکہ تمہیں خوشخبری دے سکوں کہ تمہارا ایڈمشن یونیورسٹی میں ہو گیا ہے۔" تایا جی نے مسکراتے ہوئے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک لفافہ نکالتے ہوئے کہا تو وہ خوشی سے ایک دم چیخ پڑی۔

"رئیلی تایا جان!" جواب میں تایا جان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لفافہ اسے تھما دیا۔

لفافہ تھامتے ہوئے اس کے چہرے پر ان گنت خوشیوں کے رنگ ہلکورے لے رہے تھے۔ جودت بڑی محویت سے ان رنگوں کو شمار کر رہا تھا۔ وہ پہلی مرتبہ کسی لڑکی کو اتنی محویت سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی شاید اس کی نظروں کے ارتکاز کی وجہ سے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ جودت کی محویت جوں کی توں تھی کہ وہ ان کی سوالیہ نظروں کا مفہوم بھی نہ جان سکا تھا۔ البتہ تایا جی اس کی نظروں کا مفہوم جان کر اس کا تعارف کروا رہے تھے۔

"یہ جودت ہے تمہارے چھوٹے تایا رحمان کا سب سے چھوٹا بیٹا۔" اب وہ قدرے محتاط ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ تایا کے قریب بیٹھتے ہوئے قدرے سرگوشی کے سے انداز میں تایا جی سے مخاطب تھی۔

"تایا جان! یہ پیا سے کتنا ملتے ہیں' ہے ناں؟" تائیدی انداز میں بظاہر وہ خاصے سرگوشیانہ لہجے میں تایا جی سے مخاطب تھی لیکن جودت نے باآسانی سن لیا تھا۔ تایا جی نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔ اس دوران وہی خاتون چائے کی ٹرالی سمیت ایک بار پھر ان کے سامنے تھیں۔

"سیماب! تکلف کی ضرورت نہیں مجھے ایک ضروری کام سے کہیں اور بھی جانا ہے۔" تایا جی نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی تو جودت کو بھی اٹھ کھڑے ہونے کا اشارہ کیا۔

"تایا جان! آپ اتنی تھوڑی دیر کے لیے آتے ہیں اور ہمیشہ کہتے ہیں۔ اگلی بار آؤں گا تو زیادہ دیر کے لیے آؤں گا۔" ایمن نے ایک بار پھر ناراضی سے منہ پھلاتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔

"او کے بیٹا! پراس اگلی مرتبہ آؤں گا تو اس سے بھی زیادہ دیر کے لیے آؤں گا۔" تو وہ ایک دم منہ بسور کر بولی۔

"اگلی مرتبہ آپ ادھر آئیں نا تو اپنے سارے کام چھوڑ کر آیئے گا ورنہ۔"

"ورنہ۔ دھمکیاں نہیں چلیں گی۔" تایا جی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر الوداعی کلمات کہتے ہوئے باہر نکل آئے۔ جودت نے بھی ان کی تقلید میں پارکنگ کی جانب قدم بڑھا دیے۔

"تایا جی! آپ احسان انکل کی فیملی کو جانتے ہیں؟" گاڑی کو پلازہ کے کمپاؤنڈ سے نکال کر مین سڑک پر لاتے ہوئے اس نے متحیر لہجے میں ان سے دریافت کیا تھا۔ جواب میں انہوں نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تایا جی! جہاں تک میرے علم میں ہے احسان انکل نے اپنی پسند کی شادی کرنے کے بعد ہم لوگوں سے کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا مگر اب آپ ان لوگوں سے۔"

"ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔" انہوں نے اپنے سر کو ڈیش بورڈ سے اٹھاتے ہوئے اس کی بات کاٹی تھی۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد وہ ایک بار پھر گویا ہوئے تھے۔

"اس نے تمام رابطے، تمام رشتے محض چند لمحات میں توڑ ڈالے تھے بعض لوگوں کے رشتے کچے دھاگوں کی طرح کمزور ہوتے ہیں ٹوٹ جاتے ہیں۔ لیکن وہ احسان تھا جس کی [illegible] بچپن سے ہی اصولوں [illegible] شوقین تھا [illegible] وہ کسی [illegible] میں نے اسے بہت سمجھایا تھا [illegible] دس سال بعد وہ مجھے ملا تھا ایک معمولی سی فرم میں ایک معمولی سی نوکری [illegible] مطمئن تھا۔ میں نے اسے بہت کہا کہ وہ اپنی فرم میں لوٹ آئے مگر

اس روز بھی اس کا یہی کہنا تھا کہ "یا تو میری بیوی کو قبول کرو یا پھر مجھ سے رابطہ مت رکھو۔" اور جب میں نے جائیداد میں سے اسے حصہ دینا چاہا تو تمہارا باپ مخالفت کرنے لگا۔

"سیماب اگر کسی عام سے خاندان سے بھی ہوتی تو شاید ہم اسے قبول کر لیتے مگر احسان نے خود ہمیں بتایا تھا کہ وہ ایک غلط خاندان سے تعلق رکھتی ہے اگر وہ نہ بتاتا تو ہم شاید سیماب کی اصلیت کے بارے میں جان بھی نہ پاتے مگر اسے بھی تو سچ بولنے کا خبط تھا اور اسی سچ کی خاطر وہ تمہارے باپ کے کہنے پر خاموشی سے وہ گھر چھوڑ گیا۔ جو اس کا اپنا تھا۔ جہاں وہ پیدا ہوا تھا جہاں اس نے اپنا خوشگوار بچپن گزارا تھا۔ حتیٰ کہ اپنی جائیداد تک سے دستبردار ہو گیا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ بے شک خاندان سے کٹ جائے کسی سے کوئی رشتہ نہ رکھے مگر اپنی جائیداد سے دستبردار نہ ہو۔ لیکن اس نے کہا کہ اسے جائیداد سے کوئی رغبت نہیں۔ اس نے سیماب کی خاطر اپنی عیش بھری زندگی کو خدا حافظ کہہ دیا۔ کبھی کبھی مجھے اس پر بہت غصہ آتا تھا جس کی وجہ سے احسان ایک ایسی زندگی گزار رہا تھا جو شاید ہمارے ملازموں سے بھی بدتر تھی۔" ڈرائیو کرتے ہوئے جودت نہایت خاموشی سے سن رہا تھا۔ جو کہانی تایا جی سنا رہے تھے وہ بالکل اس کہانی سے مختلف تھی جو ڈیڈی اسے کبھی کبھی سنایا کرتے تھے۔

"تمہاری تائی کے علم میں لائے بغیر میں اس سے ملتا رہا۔ اسے قائل کرنے کے سو جتن کرتا رہا اور وہ مجھ سے اپنی زندگی ہار گیا۔" یکدم ان کی آواز بھرا گئی پہلی بار جودت نے ان کے لہجے کی ٹوٹ پھوٹ کو محسوس کیا تھا۔ معاً اس نے گاڑی کی رفتار قدرے آہستہ کی چند لمحوں کے توقف کے بعد تایا جی اپنے لہجے پر قابو پاتے ہوئے ایک بار پھر گویا ہوئے۔

"اس نے مجھے بالکل نہیں بتایا کہ کینسر جانے کتنے عرصے سے وہ اس موذی بیماری کے اندر ہی اندر پل رہا تھا۔ اور میں بھی جان ہی نہ

تھی خطرناک بیماری سے دوچار تھا۔ بے شک مجھے اس سے
بہت پیار تھا شاید اس لیے بھی کہ وہ مجھ سے کافی چھوٹا تھا
پھر اس لیے کہ وہ سب سے مختلف تھا۔ ہر حال میں سچ
بولنے والا۔
اس کے بعد میں کبھی بھی سیماب اور احمد سے
غافل نہیں ہوا۔ یہ وعدہ میں نے احسان کی روح سے کیا
تھا خود اپنی ذات سے کیا تھا۔ کوئی بھی نہیں جانتا کہ
میں ان لوگوں سے ملتا ہوں۔ اگر تمہاری ماں کے علم میں
یہ بات آجائے تو وہ یقیناً ایک قیامت برپا کر دیں گی۔
اب اس مقام پر جب زندگی کا سفر تمام ہوا چاہتا ہے
میں کسی بھی قسم کے ہنگامے کا متحمل نہیں ہو سکتا اور
نہیں سوال اٹھانے کا متحمل بھی یہی تھا۔ جودت! میرے
بعد ان لوگوں کا ہر طرح سے خیال رکھنا۔ تمہاری
پرورش میں نے کی ہے اور مجھے اپنی پرورش پر یقین
ہے کہ وہ بھی تمہارے خاندان کی طرح ان میں اپنائے
لے۔ جن میں احسان کے لیے نفرت اور اس کے
خاندان کے لیے محض حقارت کے سوا کچھ
نہیں۔ رشتے کبھی دینے سے نہیں ٹوٹتے اور خون کے رشتے
کی ڈوریوں سے بندھے ہوتے ہیں اپنائیت، محبت
خلوص بھلا یہ ڈوریں ٹوٹ سکتی ہیں؟" آخر میں ان کا
لہجہ شکستگی کی حد تک جذباتی ہو گیا تھا۔ جودت نے
غور سے ان کے چہرے کا جائزہ لیا تھا جہاں احساس شکست
کے سوا کچھ نہ تھا۔

❂ ❂

لاؤنج میں داخل ہوا تو اس کی پہلی نظر [illegible] ہی پر
پڑی۔ یقیناً اس کے انتظار میں ٹہل رہی
تھی۔ جودت پہ نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے [illegible] ہوئی۔
"کہاں تھے آپ [illegible] میں [illegible] تھے۔" [illegible]
[illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] کرکے
[illegible] سے [illegible] کی [illegible]

اندر کر "تھما" پر چھیکا جو ان کا اشتیاق سے کی
پوری انگلش مووی میں پوری طرح غرق تھی۔ جودت
کی اس حرکت پر اس نے کسی بھی قسم کا کوئی تاثر نہیں
دیا تھا جو فلم میں اس کی محویت اور انہماک کی جانب
واضح اشارہ تھا۔ جب ہی ابھی تک سوالیہ تیوروں سمیت
اس کی جانب متوجہ تھیں۔ سوال تو اسے ان کے
سوال کا جواب دینا تھا۔
"اصل میں نگار کے ساتھ ان کے کام کے
سلسلے میں گیا تھا وہیں کچھ دیر ہو گئی۔ آپ کو کوئی کام
تھا؟" اصل وجہ اس نے ان سے چھپایا تھا کہ
انکل وہ انہیں بتانا بھی نہیں چاہتا تھا۔
"مجھے کیا کام ہو سکتا ہے۔ بھلا احسان سے یاسر کا فون
آیا تھا تم سے شاید کوئی ضروری بات کرنا چاہ رہے
تھے۔ تمہارا موبائل شاید آف تھا جب ہی انہوں نے گھر
فون کیا۔ تمہیں رنگ بیک کرنے کو کہہ رہے تھے۔"
صوفے کے کشن ٹھیک کرتے ہوئے انہوں نے اپنی
پریشانی کی اصل وجہ بتاتے ہوئے اس کی غیر ذمہ داری
کی جانب واضح اشارہ کیا تھا۔
سوال کے فون کا سنتے ہی وہ فون کی جانب بڑھا تھا جب
وہ فون [illegible] تھما کو اپنا منتظر پایا۔
"چچا [illegible] گئے تھے آپ؟" مہمانی کی کال کے
بعد اب تھما [illegible] کے لیے بالکل تیار تھی۔
"تمہاری مووی ختم ہو گئی ہے جو چاچو کا خیال آگیا؟" وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتا ہوا ایک دم
بولا۔
"آپ کے لیے ایک خوش خبری ہے۔" وہ یقیناً
پہیلیاں بجھانے کے موڈ میں تھی۔
"تمہارا مطلب ہے میرے لیے خوش خبری؟" وہ
حیران ہوا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ جودت جانتا تھا کہ
کوئی بھی بات زیادہ دیر تک اس کے پیٹ میں نہیں رہ
سکتی تھی جب ہی وہ بے نیازی سے مصنوعی تنگی [illegible] رہ سکتے

"[illegible] میں بہت تھکا ہوا ہوں نیند بھی آ رہی
ہے تم [illegible]" [illegible] وقت اس نے [illegible]

میں وہ تین سیڑھیاں پھلانگیں تو وہ ایک دم پلٹ گئی۔ پھر بڑی تیزی سے اس کے قریب آتے ہوئے بولی۔
"پتا ہے چاچو! ممی ابھی نشا کو پک کرنے گئی تھیں۔" اس کی آنکھیں مارے خوشی کے چمکنے لگی تھیں۔
"تو پھر؟" اس کا متحیر لہجہ ضحا کو زچ کر گیا۔
"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے وہ ہمیشہ کے لیے گئی تھی۔" پھر وہ قدرے پرجوش انداز میں اس کی جانب جھکتے ہوئے بولی۔
"اور چاچو۔ ممی کہہ رہی تھیں کہ پاپا کے آتے ہی وہ آپ کی شادی کی ڈیٹ فکس کر دیں گی۔" اس کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔
"اوہ تم تو خوشخبری کہہ رہی تھیں" جووت کا سنجیدہ انداز قطعی سپاٹ تھا جو ضحا کو حیران کرنے کے کافی تھا۔ اس کا سارا جوش خروش بھی دیوار کی مانند ڈھے گیا تھا۔ جووت اس کے قریب سے گزر کر اوپر جانے لگا تو وہ ایک بار پھر پکار اٹھی۔
"چاچو! آر یو سیریس اباؤٹ دس یا نیور؟"
جووت نے کوئی ریپلائی نہیں کیا تھا۔ وہ خود بھی بے خبر تھا کہ اچانک اسے کیا ہوا تھا۔ وہ اسے حیران کر کے اپنے کمرے میں چلا آیا تھا۔
نشا سے اس کی منگنی کو تین سال گزر چکے تھے۔ اور ان تین سالوں میں وہ کبھی تو کم از کم [illegible] کے بہت قریب آ گئی تھی اور اس عرصے میں دونوں میں خوب انڈر اسٹینڈنگ بھی ہو گئی تھی۔ شادی سے اسے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا ذاتی خیال تھا کہ زندگی میں کبھی نہ کبھی شادی ہو ہی جانی چاہیے لیکن کس قسم کی لڑکی سے ہونی چاہیے اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔ اور تب [illegible] کوئی [illegible] نہیں کیا تھا۔ ان دنوں تو اس کا صرف ایک جنون تھا [illegible] تمام تر توجہ [illegible] مرکوز تھی۔ وہ اس کے تمام اسرار و رموز سے واقفیت چاہتا تھا۔ پاپا کی مدد سے وہ ابھی تک

اپنے اس جنون میں مگن تھا۔
"جووت! کیا مصیبت ہے۔ میں صرف تمہارے لیے آئی ہوں اور تم ان بے جان فائلوں میں منہ چھپا کر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا رکھا ہے اس میں انہیں دیکھ دیکھ کر تمہارا جی نہیں بھرتا۔" گھر پر بھی اس کی آفس مصروفیت کو دیکھ کر وہ بھی خاصی زچ ہو جایا کرتی تھی۔
"میرے لیے آئی ہو۔؟ مگر کس کام سے؟" وہ دوبارہ فائل کھول لیتا۔ وہ جس قدر نشا سے بے نیازی برتتا وہ اتنا ہی اس کی جانب کھنچی چلی آتی تھی۔
"ضروری ہے تم سے کسی ضروری کام کے سلسلے میں ہی ملا جائے؟" اس کے سوال میں معنی خیزی پوشیدہ ہوتی۔ "اچھا چلو کہیں چلتے ہیں۔" ہمیشہ کی طرح وہ کہیں بھی جانے کے لیے تیار تھی۔ "اوکے کہاں چلنا ہے؟" وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوتا جیسے یہ بھی کوئی کام ہو جسے وہ جلد از جلد نپٹا لینا چاہتا ہو۔
"کہیں بھی میرا خیال ہے کہ ویو چلتے ہیں۔" وہ بھی آرام سے اس کے ساتھ چلا آتا۔ وہی ادھر ادھر کی باتیں کیے جاتی۔ شادی کے بعد کی پلاننگ کرتی۔ ہنی مون کے بارے میں ڈسکشن کرتی جسے سن کر وہ اکثر اپنا سر جھٹک دیتا۔ وہ اکثر بہت [illegible] سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتی جس پر وہ محض قہقہہ لگا کر خاموش ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی اپنی کہے جاتی۔ ابھی کچھ عرصے پہلے وہ اپنی فرینڈز کے ہمراہ ورلڈ ٹور پر گئی تھی اور اس کی شادی نشا کی واپسی سے مشروط کر دی گئی تھی اور اب نشا آچکی تھی۔ تین سال کے اس عرصے میں آج پہلی بار اسے محسوس ہوا تھا کہ نشا کے ساتھ شادی کیے جانے کا فیصلہ محض جلد بازی کا نتیجہ تھا۔ وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ ایسا کیوں سوچ رہا ہے۔

☼ ☼

ایک ہفتے بعد پاپا [illegible] بھی لندن سے واپس ہو گئی تھیں۔ اپنی غیر موجودگی میں جووت کی کارکردگی کو دیکھ کر وہ خاصے خوش ہوئے تھے۔ ایک سال ہوا تھا انہیں یہ فرم قائم کیے ہوئے لیکن جووت کی ان

تک محنت اور صداقت کی گواہ تھی کہ بہت جلد یہ فرم ملکی
سطح پر اپنا آپ منوا لے گی۔ اب انہیں اس فرم کی
جانب سے کسی قسم کا کوئی ٹینشن نہ تھا۔ وہ آرام سے
اب صرف اپنی فرم پر توجہ دے سکتے تھے۔ وہ جانتے
تھے کہ اب جووت اس فیلڈ میں خاصا پراعتماد ہو چکا
ہے۔ حال ہی میں جو فیصلے جووت نے ان کی غیر
موجودگی میں کیے تھے یہ سب انہیں مطمئن کرنے کے
لیے کافی تھے۔ یاسر بھائی کے سائٹ پر جاتے ہی
وہ ایک بار پھر مصروف ہو گیا۔ معاً انٹرکام کی بیل نے
اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا لی تھی۔

"سر! آپ کے انکل آپ سے بات کریں گے؟"
دوسری جانب اس کی سیکریٹری تھی۔ اس نے دوسرا
فون سیٹ اپنی جانب کھینچا۔

"ہاں جووت! کیا حال ہے تمہاری مصروفیت کا؟"
تایا جی کافی عجلت میں دکھائی دے رہے تھے۔

"نہیں ابھی تو کوئی خاص مصروفیت نہیں۔" اس
نے سامنے رکھی ہوئی فائل کو بند کرتے ہوئے کہا۔

"تو ایسا ہے تم اس وقت کراچی یونیورسٹی پہنچ جاؤ
اور ایمن کو پک کر لو۔ اگرچہ یہ میری ڈیوٹی ہے مگر میرا
اس وقت ایک میٹنگ میں پہنچنا بہت ضروری ہے۔"

"جی بہتر۔" تایا جی کی کوئی بھی بات ٹالنا شاید اس
کے بس میں نہ تھا۔

گیٹ پر ہی وہ بے حد ہراساں و پریشان کھڑی تھی۔
جووت نے گاڑی اس کے نزدیک روکی تو اس کے
چہرے کے سراسیمہ تاثرات کچھ گہرے ہو گئے تھے
بے ساختہ وہ دو قدم پیچھے ہٹ کر ہو گئی۔ ایمن کی
اس حرکت پر اس نے اپنے لب بھینچ لیے تھے جو اسے
[illegible] کر رہی تھی۔

"[illegible] مجھے اور بھی کام ہیں۔"
[illegible] ہوئے وہ اس سے خاصے اکھڑے
[illegible] میں مخاطب تھا۔

"[illegible] تایا جان۔" تایا جان کے متعلق استفسار
کرتے ہوئے [illegible] قدرے گھبرائی ہوئی تھی۔

"انہیں ایک ضروری میٹنگ میں جانا تھا اس لیے
آپ کو آپ کے گھر تک چھوڑنے کی ذمہ داری مجھے
سونپ کر گئے ہیں۔" اپنے خود ساختہ غصے کو کسی حد
تک کنٹرول کرتے ہوئے اس نے ایک ایک لفظ پر زور
دیا۔ دوسری جانب قدرے اثر ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے
فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔ آج بھی وہ سفید لباس میں
ملبوس تھی۔

"آپ خفا ہیں؟ دراصل تایا جان نے پرامس
کیا تھا کہ وہ مجھے خود لینے آئیں گے اس لیے میں
پریشان ہو گئی تھی۔" نظریں جھکائے اپنے بیگ سے
کھیلتے ہوئے وہ معصومیت سے صفائی پیش کر رہی
تھی۔ اس کے اس انداز پر جووت اپنا دل تھام کر رہ گیا۔
کتنا خوبصورت اور دل موہ لینے والا انداز تھا اس کا۔

"اگر وہ مجھے پہلے سے بتا دیتے کہ آپ مجھے لینے
آئیں گے تو میں ایسا نہ کرتی۔" اپنے لبوں کو بچوں کی
طرح پھیلاتے ہوئے اس نے مخصوص انداز میں کھینچ
لیا تھا جس سے اس کے دونوں گالوں میں پڑے بھنور
مزید گہرے ہو گئے تھے۔ جووت آنکھیں پھاڑے اس
کے اس انداز کو ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ وہ بالکل بچوں
کی طرح بولتی تھی۔ آنکھوں کو بھی اسی انداز سے
گھماتی اور بند کرتی تھی۔ چند لمحے تو وہ اس کے سحر میں
گم بیٹھا رہا۔

"آپ نے کسی اور کو بھی پک کرنا ہے کیا؟" وہ اسی
سے مخاطب تھی۔ وہ ایک دم چونک سا گیا پھر ہوش میں
آتے ہوئے بولا۔ "نہیں؟ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"وہ دراصل آپ گاڑی اسٹارٹ نہیں کر رہے نا اس
لیے۔"

"اوہو!" وہ اپنی بے اختیاری پر جھینپ سا گیا تھا۔
پھر ریورس گیئر میں ڈالتے ہوئے وہ اپنے عقب میں
دیکھنے لگا۔ گاڑی کو مین سڑک پر لاتے ہوئے اس نے
ایک سرسری سی نظر ایمن پر ڈالی جو بڑی دلچسپی سے باہر
کے مناظر میں گم تھی۔

"[illegible] سبجیکٹ میں ماسٹرز کرنے کا ارادہ کیا
ہے؟" ونڈ اسکرین سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھاتے ہوئے
اس نے ایمن کو مخاطب کیا۔ وہ ایک دم چونک گئی

...کرتے ہوئے بولی۔
"میں نے سی کام کیا ہے۔ ایم بی اے کرنے کا ارادہ تھا مگر پاپا جانی کہنے لگے کہ ایم بی اے بہت مشکل ہے، میں نہیں کر سکوں گی۔ ان کے خیال میں میرے لیے اکنامکس بہتر ہے پھر ابھی ان کے ساتھ مل کر بھی تو مجھے جاتے ہی پتا چلا کہ مجھے بی کام میں بھی اکنامکس بڑی مشکل لگی تھی۔" جواب دیتے ہوئے اس نے ہلکا سا منہ بنایا تھا جیسے جودت نے اس کے زخموں پر نمک چھڑک دیا ہو۔ جودت نے بڑی مشکل سے اپنے بے ساختہ قہقہے پر قابو پایا تھا۔
"بی کام میں بھی میں نے اسے بڑی مشکل سے کلیئر کیا تھا۔ پاپا جانی کہنے لگے ... سے زیادہ آسان سبجیکٹ کوئی بھی نہیں۔ شاید انہوں نے اکنامکس کو دور دور سے دیکھا ہے۔ کبھی قریب سے نہیں۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں بول رہی تھی۔
"اس کا مطلب ہے آپ کا پاس ہونا مشکل ہے؟"
جودت نے سگریٹ کا پیکٹ اسے دکھاتے ہوئے پوچھا گویا خاموش اجازت طلب کر رہا ہو۔ لیکن اس نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی تھی۔
"نہیں انجینئر تو میں کسی نہ کسی طرح ہو جاؤں گی مگر ایم بی اے نہ کرنے کا دکھ مجھے ہمیشہ رہے گا۔"
"تو آپ ایسا کیجیے کہ ماسٹرز کے بعد پرائیویٹ طور پر کر لیجیے۔" جودت نے اسے مشورہ دیا تھا وہ خاصی مشتعل ہو گئی تھی۔
"میں کوئی تھوڑی ہوں کہ پڑھتی رہوں۔ پڑھنے کا کوئی شوق نہیں۔ میں تو امی کی وجہ سے پڑھ رہی ہوں اور پاپا کا بھی خیال تھا کہ مجھے کم از کم ایم اے ضرور کرنا چاہیے۔ بس دو سال کی تو بات ہے پھر انشاء اللہ میری پڑھائی سے جان چھوٹ جائے گی۔"
... سگریٹ سلگایا تو وہ چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔ ... کے دوران شاید وہ اس جانب توجہ نہیں دے سکی تھی۔
"آپ سگریٹ پیتے ہیں؟" وہ حیرت سے بولی۔
"کیوں کیا آپ کو سگریٹ پسند نہیں؟" اپنے منہ سے دھواں خارج کرتے ہوئے اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا تھا۔ "سگریٹ بھی کوئی پسند کرنے والی چیز ہے۔" اس نے ناگواری سے دھواں ہاتھوں سے ادھر ادھر کرتے ہوئے کہا۔
"یہی ہے۔" اس نے گاڑی جانزہ کے کمپاؤنڈ میں روکی تھی۔ ایمن ایک منٹ ضائع کیے بغیر "فوراً" دروازہ کھول کر باہر نکل آئی تھی جیسے اپنے گھر جانے کی بہت جلدی ہو۔ "آپ آئیں نا، آپ کو چائے پلاتی ہوں۔"
ایمن نے اسے رسماً "اندر آنے" کی دعوت دی تھی اور وہ نجانے کن خیالوں میں گم تھا کہ "فوراً" اس کے پیچھے چلا گیا۔ دروازہ ایمن کی امی نے ہی کھولا تھا۔ سلام دعا کے بعد ایمن انہیں ٹیبل ... کی مصروفیت کے بارے میں بتا رہی تھی۔ جودت انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھیں عمر نے شاید ان کے حسن میں اضافہ کر دیا تھا وہ کسی بھی طور ایمن کی امی نہیں لگتی تھیں۔ ایمن کے دوسرے کمرے میں جاتے ہی وہ اس سے اس کی خیریت پوچھتی رہیں انداز بہت دھیما اور باوقار تھا۔
"میرا خیال ہے ایمن چائے لے رہی ہے میں اتنے میں آپ کے لیے چائے لے کر آتی ہوں۔ ویسے تو یہ کھانے کا وقت ہے لیکن کھانا تھوڑا لیٹ ہو گیا ہے آپ اتنے چائے پییں بس چند منٹوں میں۔"
"نہیں آنٹی آپ تکلف رہنے دیں میں بس ایمن کو چھوڑنے آیا تھا اب میں چلوں گا۔" وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ نہایت عجلت میں الوداعی کلمات کہتے ہوئے "فوراً" باہر نکل گیا۔ باہر آتے ہی وہ اپنے حواس ... تلاشنے لگا۔ لیکن وہ کوئی بھی جواز تلاش نہیں کر پایا تھا۔ مسلسل اپنے آپ کو کوس رہا تھا شاید وہ از خود اپنی اس حرکت کا اندازہ نہیں کر پا رہا تھا اور اسی جھنجلاہٹ کے باعث اس نے دوبارہ آفس کا رخ نہیں کیا تھا۔ حالانکہ بہت سے کام اس کے منتظر تھے۔ جنہیں شاید وہ پہلی بار نظر انداز کر کے گھر چلا گیا تھا۔

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

لاؤنج میں ہی ثمنا اور نشا کی محفل جمی ہوئی تھی۔ جووت پر نظر پڑتے ہی نشا اس کی جانب دوڑی چلی آئی تھی۔

"ہیلو جووت! کیسے ہو؟" اس کا چہرہ نجانے کس احساس کے تحت چمک اٹھا تھا۔

"ہیلو!" وہ مصنوعی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر سجاتے ہوئے وہیں دراز ہو گیا تھا۔ جیسے بہت تھک گیا ہو۔

"کیسا رہا تمہارا ٹور؟" انداز خود مصنوعی سا تھا۔

"ایک دم فرسٹ کلاس۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "اگر تم ساتھ ہوتے تو میں اور بھی زیادہ انجوائے کرتی۔ سچی میں نے تمہیں بہت مس کیا۔" جواب میں وہ محض شانے اچکا کر رہ گیا۔

"ثمن! بھابی کہاں ہیں؟" جووت نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے قریب بیٹھی ثمنا کو مخاطب کیا جو مسلسل ٹی وی کے چینل بدل رہی تھی۔

"مما تو صبیحہ آنٹی کے ساتھ شاپنگ پر گئی ہیں۔" اس کا جواب سنتے ہی وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر نشا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"ڈونٹ مائنڈ نشا! میں اس وقت بہت تھکا ہوا ہوں میں ریسٹ کرنا چاہوں گا۔" نشا کے چہرے کے تاثرات دیکھے بغیر وہ عجلت میں زینہ چڑھ گیا۔ اس نے سوچنے سمجھنے اور دیکھنے کی قطعی زحمت گوارہ نہیں کی تھی کہ اس کی اس حرکت پر نشا کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرا کر گزر گیا تھا۔ جسے ثمنا بھی باآسانی محسوس کر چکی تھی۔

"واقعی چاچو کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔" ثمنا نے جیسے اسے بہلانا چاہا تھا۔ جواب میں وہ کچھ نہیں کہنا چاہتی تھی کہ طبیعت بہتر بھی [illegible] ہے۔ ہمیشہ [illegible]۔ کوئی بھی خوشگوار احساس اس ساکن پانی [illegible] سکتا تھا۔

"[illegible] اب میں چلوں گی۔" ثمنا نے بھی [illegible] کوشش نہیں کی تھی شاید اسے بھی

چاچو کا انداز کھلا تھا۔

✿ ✿ ✿

"وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ آخر ایمن میں ایسا کیا تھا جو وہ اس کے حواسوں پر چھائے جا رہی تھی۔ کتنا ہی اس نے اپنے خیالات کے پردے کو جھٹک کر اس کی شبیہ مٹانا چاہا تھی۔ مگر تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئی تھیں۔ وہ بڑی شان سے اس کے خیالات، سوچوں اور احساسات پر چھائی ہوئی تھی۔ یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی غیر معمولی حسن کی مالک تھی اور نہ ہی اس کی شخصیت کوئی ایسی سحر انگیز تھی مگر پھر بھی کچھ تو تھا اس میں کہ جووت جیسا خشک مزاج کا شخص اسے سوچے جا رہا تھا اور سوچتے سوچتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ رات کے کھانے کے لیے بھابھی خود اسے جگانے آئی تھیں۔

"کیا بات ہے؟ ثمن بتا رہی تھی کہ تم آفس سے جلدی آگئے تھے اور آتے ہی سو گئے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" انہوں نے فکر مندانہ انداز میں اس کی پیشانی چھوئی تو وہ ایک دم اٹھ بیٹھا۔

"میں ٹھیک ہوں بھابھی" وہ زبردستی کی مسکراہٹ اپنے چہرے پر طاری کرتے ہوئے بولا۔ پھر فوراً واش روم میں گھس گیا۔ فریش ہونے کے بعد جب وہ ڈائننگ روم میں آیا تو خلاف معمول بھائی کو بھی اپنا منتظر پایا۔ حالانکہ وہ رات کا کھانا نہیں کھاتے تھے اس کے بیٹھتے ہی ثمنا ایک دم بول پڑی تھی۔

"چاچو! ابھی نشا کا فون آیا تھا۔ وہ آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔"

"کیوں میری طبیعت کو کیا ہوا ہے؟" ثمنا کے لہجے کی معنی خیزی کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے اپنی پلیٹ میں چاول نکالے۔ وہ محض شانے اچکا کر رہ گئی۔

"میرا خیال ہے اب تمہاری شادی ہو جانی چاہیے۔ نشا کی بھی تعلیم پوری ہو گئی ہے اور میرا خیال ہے اس سے بہتر کوئی لڑکی بھی نہیں۔ بزنس میں تم انوالو ہو گئے ہو اور اچھی طرح سیٹل ہو گئے ہو۔ کتنے برس کے

تا ہے۔ اس لیے شادی سے پہلے بزنس میں اچھا ہونے کی شرط جو خود تم نے عائد کی تھی وہ بھی پوری ہو گئی ہے۔ اور ویسے بھی تمہاری عمر اس وقت شادی کے لیے موزوں ترین ہے۔" یاسر بھائی نے اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا تو وہ شانے اچکاتے ہوئے بولا۔

"ہونہہ! ابھی میرا شادی وادی کا کوئی موڈ نہیں ہے۔" انداز بالکل لاپروا تھا۔

"تو موڈ بناؤ۔ کیونکہ ہم لوگ اپنا موڈ بنا چکے ہیں۔" ان کے لہجے میں بھی محسوس طور پر لاپروائی سمٹ آئی تھی۔

"بھائی پلیز!" وہ کھانا چھوڑ کر یکدم اٹھ کر کھڑا ہوا اور ہاتھ دھوئے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔

"دیکھا تم نے؟" بھابھی نے شکایتی انداز سے ان کی جانب دیکھا۔ جودت کے اس رد عمل پر حیران تو وہ بھی ہو گئے تھے مگر وہ سر جھٹکے کچھ سوچتے ہوئے بولے "جانتی تو ہو اسے۔ وہ ایسا ہی ہے فی الحال ذمہ داری سے بھاگ رہا ہے۔ تسلی رکھو میں اسے منا لوں گا اور اگر موقع آیا تو ہر طریقے سے دباؤ بھی ڈالوں گا۔ تم اپنی تیاری رکھو بلکہ کل ہی نشاء کے گھر چلی جاؤ۔" ان کے لہجے سے ان کا اطمینان مترشح تھا۔

* * *

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ شادی سے بھاگ رہا ہے یا پھر نشاء کے بارے میں کبھی بھی اس کے دل میں ایسے جذبات بیدار نہیں ہوئے تھے جو کسی بھی دل میں اپنی ہونے والی بیوی کے حوالے سے ابھرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھابھی کے زور دینے پر وہ اس سے شادی کرنے پر نیم رضامند تھا کیونکہ نشاء نے ان تین سالوں میں اسے اس کے قائم کردہ خول سے نکالنے کی [illegible] خول سے نکلنے کو تیار نہ تھا تو پھر کوئی بھی کوشش بے سود ٹھہری تھی۔ لیکن جب سے ایمن کو اس نے دیکھا تھا تب سے اس سنجیدگی کے خود ساختہ خول کو توڑنے

میں مشغول تھا۔ جب سے اس نے ایمن کو دیکھا تھا نشاء کا خیال پس پشت چلا گیا تھا۔ اور وہ جو صرف اپنے یا پھر اپنے بزنس کے بارے میں سوچا کرتا تھا اب صرف اس کی سوچوں کا محور ایمن تھی۔

ایمن کا ہنسنا، اس کے ہونٹ بھینچنے کا انداز، باتوں میں بچوں کی سی معصومیت، لہجے میں بے ساختگی، بے ریا انداز تخاطب اور بھولا پن اس کے حواسوں پر چھایا ہوا تھا۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے اگر نشاء کے علاوہ کسی اور کا بھی نام لیا تو گھر میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا۔ اور پھر وہ خود بھی ایمن کے متعلق اپنے دل میں ابھرتے احساسات و جذبات کے بارے میں کچھ زیادہ پر امید نہ تھا۔

کیا وہ بھی کسی سے محبت کر سکتا ہے؟ یقین و بے یقینی کے سمندر میں ڈوبتا یہ محض ایک سوال نہیں تھا بلکہ ایک ایسا خدشہ تھا جو آنے والے دنوں میں اس کے لیے مشکلات کا ایک کوہ گراں بن سکتا تھا۔

"شاید یہ میرا وقتی جذبہ ہو۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ معدوم پڑ جائے۔"

"شاید۔ ایسا کچھ بھی نہیں جیسا میں سمجھ رہا ہوں۔" گاڑی کو مختلف سڑکوں پر دوڑاتے ہوئے وہ با آواز بلند نجانے خود کو کیا باور کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک نامعلوم سی بے چینی اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی تھی۔ تمام سوچوں کی لہریں گویا ایک ہی نقطہ پر آ کر مرکوز ہو گئی تھیں۔

رات گئے جب وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو وہاں کا سناٹا اسے باور کرا گیا تھا کہ تمام افراد اپنے اپنے کمروں میں میٹھی نیند سو رہے تھے۔ فریج سے پانی کی بوتل نکال کر وہ لاؤنج میں آ بیٹھا تھا۔ خالی الذہنی کی سی کیفیت میں وہ پوری کی پوری بوتل پی چکا تھا۔ ابھی وہ اپنے کمرے میں جانے کا قصد ہی کر رہا تھا جب بھابھی کی آواز نے اس کو چونکا دیا تھا۔

"کہاں تھے تم؟" چہرے پر خفگی اور فکر مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کہیں، ایک دوست کے پاس چلا گیا تھا۔" وہ

قصداً ان کی جانب دیکھنے سے گریز کر رہا تھا۔ "کھانا بھی ٹھیک سے کھا کر گئے۔ جانتے ہو میں اس وقت سے کس قدر پریشان ہو رہی ہوں۔" جواب میں وہ خاموش رہا۔

"اچھا تم ہاتھ دھو آؤ۔ میں کھانا لگواتی ہوں۔"

"سوری بھابھی مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ ایکدم اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جوت تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ ایسے تو تم کبھی نہیں تھے۔" کیا کچھ نہ تھا ان کی آنکھوں میں تحیر، پریشانی، اضطراب جنہیں وہ دانستہ نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ اس وقت تو میں شدید تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ نیند لینے کے بعد شاید فریش ہو جاؤں۔" ان سے کچھ مزید کوئی بھی تاثر جانے بغیر وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب چل پڑا تھا۔

صبح اس کی آنکھ خلافِ معمول تاخیر سے کھلی تھی۔ جو رات کی شب بیداری کا نتیجہ تھا۔ وہ ڈائننگ روم میں آیا تو اکیلی بھابھی کو اپنا منتظر پایا۔ یاسر بھائی شاید آفس جا چکے تھے۔

"یاسر کہہ رہے تھے کہ وہ تمہارا آفس بھی سنبھال لیں گے۔ آج تم ریسٹ کرو۔" بھابھی نے ناشتا کرتے ہوئے اس کی عجلت دیکھی تو کہنے لگیں۔ اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ یکدم رک سے گئے تھے۔ پھر پرسکون ہوتے ہوئے وہ آہستہ آہستہ چائے کے سپ لینے لگا تھا۔ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے وہ خود بھی [illegible] کر رہا تھا۔

"کیا تمہارا انشا سے کوئی جھگڑا ہوا ہے؟" بالآخر وہ پوچھنے پر مجبور ہو گئی تھیں۔ جوت نے چونک کر انہیں دیکھا جو خاصی الجھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

"[illegible] ایسا ہوا ہے؟" وہ متعجب نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تمہارے انداز [illegible] سب سے وہ واپس آئی ہے نہ تو تم اس سے فون پر بات کرتے ہو اور نہ ہی اس نے [illegible] گیا ہے۔ اگر تم دونوں کے بیچ کوئی مس انڈر اسٹینڈنگ ہوتی ہے تو مجھے بتاؤ میں۔"

"غلط اندازہ لگایا ہے آپ نے۔ آپ خود جانتی ہیں کہ میں اتنا بولتا ہی نہیں ہوں کہ لڑائی جھگڑے کی نوبت آئے۔" ان کی بات کاٹتے ہوئے گویا اس نے اپنی جانب سے صفائی پیش کی تھی۔

"تو پھر کیا مسئلہ ہے؟ جہاں شادی کا ذکر آتا ہے تم اٹھ کھڑے ہوتے ہو۔ شادی کی بات ہوتی ہے تو تم بگڑ جاتے ہو اور صاف صاف انکار کر کے چلتے بنتے ہو۔" اس کے موجودہ رویے کا تذکرہ کرتے ہوئے وہ الجھن زدہ دکھائی دے رہی تھیں مگر اس کے ساتھ ہی وہ شاید تمام حساب بے باق کرنے کے موڈ میں بھی تھیں۔

"بھابھی! میں شادی سے انکار نہیں کر رہا بلکہ فی الحال شادی کرنے سے انکار کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں ذہنی طور پر خود کو اس کے لیے تیار نہیں کر پا رہا ہوں۔ آپ کچھ بھی سمجھ لیں۔" اپنی کیفیت کو کسی طور پر بیان کرتے ہوئے وہ مارے اضطراب کے جھنجلاہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔

"پلیز! فی الحال آپ اس تذکرے کو ترک ہی کر دیں۔"

وہ [illegible] رکھے اپنے دونوں ہاتھوں پر وزن ڈال کر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر کرسی کی بیک سے کوٹ اتار کر پہنتے ہوئے بولا۔

"آپ کو اس بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں جلد از جلد کسی بھی فیصلے پر پہنچ کر آپ کو انفارم کر دوں گا۔" وہ رسٹ واچ پر سرسری سی نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"میں آفس جا رہا ہوں۔ شاید آج مجھے دیر ہو جائے۔" پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ آفس کے لیے تو نکلا تھا لیکن پھر اپنے ارادے کو ترک کرتے ہوئے وہ گاڑی کو مختلف سڑکوں پر گھماتا رہا۔ ذہن عجیب سے انتشار کا شکار تھا۔ کل

بجانے کتنی بار وہ شفا کی بابت سوچتا رہا تھا مگر پھر اس کی نظروں کے سامنے ایمن آجاتی اور تمام سوچیں اس کی جانب منتقل ہو جاتیں۔ غیر دانستہ وہ اسے سوچنے پر مجبور تھا۔ نجانے کتنی دیر تک وہ سڑک پر ہی کھڑا رہا تھا اور جب وہ خیالوں کی دنیا سے نکل کر ہوش میں آیا تو خود کو ایمن کے گھر کے سامنے پایا۔ وہ اپنے آپ پر حیران رہ گیا تھا۔ ستم ظریفی کی بات یہ تھی کہ وہ بیل بھی بجا چکا تھا۔ اپنی اس بے اختیارانہ حرکت پر وہ کتنی ہی دیر خود کو لعنت ملامت کرتا رہا تھا اور جب وہ جلد از جلد یہاں سے لوٹ جانے کے بارے میں سوچ رہا تھا جب دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا تھا۔ سامنے وہی کھڑی تھی جس نے اسے نجانے کیا کیا سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جودت پر نظر پڑتے ہی وہ اپنے مخصوص انداز سے مسکرانے لگی تھی۔

"ارے آپ! آئیں نا۔" اس نے پورا کا پورا دروازہ کھول دیا۔ اور وہ اندر داخل ہوتے ہوئے اپنے یہاں آنے کا جواز سوچنے لگا تھا۔

"آپ کی امی۔" ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے اس نے اپنے عقب میں موجود ایمن سے پوچھا۔

"وہ دراصل تھرڈ فلور پر ایک میلاد میں گئی ہیں۔ ابھی آجاتی ہیں۔ آپ بیٹھیے نا۔"

وہ اپنی آنکھیں [illegible] انداز میں جھپک رہی تھی۔ جودت خوامخواہ نظریں چرانے لگا۔

"آپ کو ان سے کوئی کام تھا؟" جودت کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے اس نے خود ہی سلسلہ کلام جوڑا تھا۔

"نن۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ [illegible] شاید میں اپنا لائٹر یہاں بھول گیا تھا۔" اپنے اس بے تکے سے جواز پر وہ خود بھی خاصا نروس ہوا تھا۔

"[illegible]" وہ [illegible] کھڑی ہوئی۔ پھر ریک پر رکھی چیزوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے وہ خاصی پریشان دکھائی دینے لگی تھی۔ جودت دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ [illegible] کاٹن کے سادہ پرنٹڈ سوٹ میں بھی وہ خاصی دلکش دکھائی دے رہی تھی۔

اب وہ میز پر رکھے اخباروں اور کتابوں کو الٹ پلٹ کر رہی تھی۔

"یہاں تو نہیں ہے آپ کو اچھی طرح یاد ہے نا کہ آپ یہیں بھول گئے تھے؟"

وہ مصروف انداز میں پریشانی سے ایسے کہہ رہی تھی جیسے اگر وہ نہ ملا تو نجانے کتنا عظیم نقصان ہونے کا احتمال ہے۔ ایمن کا ہراساں و پریشان انداز دیکھ کر وہ خاصا محظوظ ہو رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں شاید میں کہیں اور رکھ کر بھول گیا ہوں گا۔" تب وہ [illegible] لیتے ہوئے قدرے مطمئن ہو کر اس کے سامنے آبیٹھی تھی۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے آپ کی؟" نجانے کیوں اس سے ڈھیروں باتیں کرنے کو جی چاہنے لگا تھا۔

"بالکل بھی اچھی نہیں پروفیسرز اپنے لیکچرز دے کر چلے جاتے ہیں، جو میرے سر کے اوپر سے گزر جاتے ہیں۔ میرے تو کچھ بھی پلے نہیں پڑتا۔" وہ تاسف سے سر ہلاتی خاصی مایوس دکھائی دے رہی تھی۔

"دراصل یہ سبجیکٹ ٹف بھی تو بہت ہے۔" وہ جودت سے [illegible] لینے والے انداز میں اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔ اور وہ جو اسے دیکھنے میں اس قدر محو تھا ایمن کے اس طرح دیکھنے پر فوراً اپنے حواسوں میں لوٹ آیا تھا۔

"ارے مجھے چائے کا تو خیال ہی نہیں آیا۔" اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے وہ خود کو کوستی ہوئی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں ایمن! رہنے دیں، میں چائے بہت کم پیتا ہوں اور اس وقت تو بالکل بھی نہیں۔" جودت نے [illegible] کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"[illegible] چلے جائیں گے؟ پہلے بھی آپ ویسے ہی چلے [illegible]" سر کو دائیں بائیں ہلاتے ہوئے وہ تاسف سے [illegible] اور وہ اسے دیکھتا ہوا کسی فیصلے پر پہنچ کر ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

"او کے اب میں چلوں گا۔" دروازے سے نکلتے ہوئے وہ یکدم رک گیا اور [illegible] آنکھوں میں

نگاہیں ڈالتے ہوئے بولا۔

"آپ کی معصومیت بہت اٹریکٹو ہے، سپیشلی میرے لیے۔" اس کا ردعمل دیکھے بغیر وہ فوراً نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

"میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔" جبوت کے اس انداز پر بھابھی کی آنکھوں میں تحیر سمٹ آیا تھا۔ جبکہ یاسر بھائی سپاٹ چہرے کے ساتھ مووی دیکھنے میں مشغول تھے۔ نشا نے بھی کسی بھی قسم کا کوئی ریسپانس نہیں کیا تھا۔ بھابھی نے بے تحاشا حیرت سے یاسر بھائی کو دیکھا تھا۔ جو صرف ایک لمحے کے لیے جبوت کی جانب متوجہ ہوئے تھے مگر دوبارہ سے نہایت اطمینان سے مووی میں ایسے مگن ہو گئے جیسے وہ پہلے ہی سے جانتے ہوں کہ جبوت کیا کہنے والا ہے۔

بھابھی کی حیرت بجا تھی ابھی پچھلے ہفتے ہی تو ان کی جبوت سے شادی کے مسئلے پر تقریباً ایک گھنٹے بحث ہوئی تھی اور اس ایک گھنٹے میں وہ اسے شادی کرنے پر قائل نہیں کر سکی تھیں۔ جبوت کے اس رویے نے انہیں خاصا مایوس کیا تھا گو کہ یاسر نے انہیں ہر طرح کا اطمینان بھی دلایا تھا کہ "وہ یقیناً رضامند ہو جائے گا فی الحال ذمہ داری سے بھاگ رہا ہے۔" یاسر کے اس طرح اطمینان دلانے کے باوجود وہ جبوت کے اتنی ... مان لے جانے کے بارے میں ... یقین نہ تھیں۔ انہوں نے یاسر کے زور دینے کے باوجود شادی کے ... والدین سے اس سلسلے میں کوئی بات چیت نہیں کی۔

مگر اب وہ کتنی آسانی سے بھلا خود شادی کی بات کر رہا تھا۔ جس کے نام سے بھی وہ ایک ہفتے قبل بھاگا تھا۔ یہ معمہ ان کی سمجھ سے باہر تھا انہوں نے ایک بار ...

UrduPhoto.com

"یقیناً یاسر مجھ سے زیادہ اس کے مزاج سے واقف ہیں۔ ... سوچتے ہوئے کتنے سکون سے مجھے قائل کر کے ... کو کہا تھا۔" وہ مسکراتے ہوئے فوراً ... خیالوں کی دنیا سے نکل آئی تھیں۔ وہ مکمل طور پر جبوت کی جانب متوجہ تھیں جو نہایت آرام دہ انداز میں صوفے پر تقریباً دراز تھا۔

"لیکن ...!" جبوت کے منہ سے نکلا یہ لفظ انہیں کچھ خدشات کا احساس دلانے لگا تھا۔

"لیکن کیا؟" انہوں نے پُرسوچ لہجے میں جبوت سے پوچھا تھا۔

"لیکن ... نشا سے نہیں۔" اب کے چونکنے کی باری یاسر بھائی کی تھی۔

"کیا کہا تم نے؟"

ٹی وی کی جانب مبذول کی گئی توجہ اب اس کی جانب مبذول ہو گئی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ میں نشا سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔" جبوت کا اطمینان قابل دید تھا۔

"جبوت! تم جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" یاسر بھائی ابھی تک بے یقینی کی سی کیفیت میں گرفتار تھے۔ جواب میں اس نے نہایت اطمینان سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"مگر ... کیوں؟" چند لمحے بعد انہوں نے خود کو بولنے پر مجبور کیا تھا۔

"کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔" اس نے نہایت رسان سے کہا۔

"اور یہ خیال تمہیں تین سال بعد آیا ہے؟" یاسر بھائی مارے غصے کے خونخوار نظر آنے لگے تھے۔ بھابھی بس ٹکر ٹکر حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں جو اتنا بڑا انکشاف کر کے بڑے سکون سے بیٹھا تھا۔

"یہ بات قابل اطمینان نہیں کہ یہ خیال مجھے شادی کے بعد نہیں آیا؟" وہ اپنے مخصوص سنجیدہ انداز میں گویا ہوا تھا۔

"کون ہے وہ؟" یاسر بھائی نے ایک گہرا سانس خارج کرتے ہوئے پُرسوچ لہجے میں اس سے استفسار کیا تھا۔

"احسان انکل کی بیٹی، ایمن!"

"واٹ وہ تمہیں کہاں ملی؟" وہ مارے حیرت کے

آنکھیں پھاڑے جوہت کو دیکھ رہی تھیں۔

"بھیا کیا تم نے ... ہو گئے کی طوائف کی بیٹی سے شادی کرو گے؟ تم ... اس تھرڈ کلاس کو ترجیح دو گے؟" ایمن کا نام سنتے ہی وہ ایک دم اشتعال میں آگئی تھیں۔

"ہیں۔ اسے پسند کرنے لگا ہوں۔" جواب اب بھی نہایت رسان سے آیا تھا۔

"تم ایسا نہیں کرو گے جوہت۔" مارے غصے کے ان کی زبان بھی ان کا ساتھ دینے سے قاصر تھی۔

"میں اس سے محبت کرتا ہوں بھابھی اور۔ شادی بھی اسی سے کروں گا۔" معاً اس کے لہجے میں ہٹ دھرمی سمٹ آئی تھی۔

"لیکن۔ تم بھی کان کھول کر سن لو اگر تمہاری شادی ہوگی تو صرف ثناء سے۔ ثناء کے علاوہ میں تمہاری زبان سے کسی اور کا نام بھی سننا نہیں چاہتا۔" یاسر بھائی نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھاتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ جس کا اس پر چنداں اثر نہیں ہوا۔ ان کے اس انداز پر وہ یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ جو بھی کہیں مجھے میرے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتے۔ میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں جسے آپ اپنی مرضی کے اشاروں پر کسی مداری کی طرح نچائیں گے۔ میں خود مختار ہوں اور اپنی زندگی کے فیصلے آپ سے بہتر طور پر کر سکتا ہوں۔ میں خوب جان سکتا ہوں کہ کون میرے لیے بہتر ہے اور کون بہتر نہیں۔"

جوہت کے اس انداز پر وہ ششدر رہ گئے تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔ جیسے یقین کرنے کی کوشش کر رہے ہوں کہ وہ جوہت ہی ہے جو آج بالکل مختلف انداز میں ان کے سامنے آیا تھا۔ ایک ضدی اور ہٹ دھرم انسان کے روپ میں۔ جس کے اس انداز کے بارے میں انہیں گمان تک نہ تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ وہ دونوں عالم تحیر میں اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

رات گئے جب وہ گھر میں داخل ہوا تو بھی بھابھی کو ان کا منتظر پایا۔ جو پر سوچ انداز میں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ انہیں نظر انداز کر کے وہ کمرے کی جانب بڑھنا ہی چاہتا تھا۔ تب انہوں نے اسے پکارا تھا۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔" آواز ہر قسم کے تاثرات سے عاری تھی۔

"اگر آپ شام والے ٹاپک پر بات کرنا چاہ رہی ہیں تو رہنے دیں۔ میں ہر حال میں ایمن سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کا کوئی بھی پاور فل پوائنٹ بھی مجھے اپنے اس فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ شام میں آپ نے ایمن کو جو کہا میں نے برداشت کیا لیکن اب آپ اس کے بارے میں جو بولیں گی میں برداشت نہیں کروں گا۔ اور ان اکسا دینے والی باتوں کے دوران ہو سکتا ہے میں آپ سے گستاخی کر بیٹھوں جو میں نے آپ سے کبھی نہیں کی اور کرنا بھی نہیں چاہتا لہٰذا الیوڈ دس ٹاپک۔" کہتے رسان سے کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ وہ ایسا بالکل نہیں تھا۔ وہ کبھی ضدی نہیں رہا تھا۔ اگر کبھی وہ کسی بات کے لیے ضد بھی کرتا تھا تو کسی کے سمجھانے پر بہت جلد مان بھی جاتا تھا۔ وہ اپنی ضد سے دستبردار ہو جاتا تھا۔ ایک لحاظ تھا جو اسے مانع تھا۔ لیکن آج اس کے اس دو ٹوک انداز پر انہیں اپنی بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔

وہ نہایت ٹھنڈے مزاج کا تھا۔ کسی سے بھی بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں دھیما پن سمٹ آتا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ وہ بچپن سے ہی سنجیدہ شخصیت کا مالک تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سنجیدگی اس کی شخصیت کا خاصہ بن چکی تھی۔ بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح اس نے بھی زندگی گزارنے کے لیے بہت سے مفروضے اور نظریات قائم کیے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنی مصروفیات کے دائرے میں قید ہو کر رہ جاتا تھا۔ انہوں نے بھی کبھی اسے اس دائرے سے نکالنے کی کوئی سعی نہیں کی تھی۔ انہوں نے بارہا اس سے ... کی سخت الفاظ استعمال کیے۔

dua.786@oneurdu.com www.oneurdu.com Urdunovels.com

جاتے ہوئے بھی کہ وہ کسی کی جانب سے بھی کی گئی تیز کلامی اور سخت الفاظ میں کی گئی بات برداشت نہیں کرتا تھا۔ جواب میں وہ خاموش رہتا پلٹ کر کوئی بھی سخت بات کرنے سے گریز کرتا۔ مگر آج کتنے کڑے الفاظ کا استعمال کیا تھا اس نے اور کتنا رسانیت اور متانت لیے ہوئے تھا اس کا لہجہ۔ جیسے اسے ایسا کرتے ہوئے کسی قسم کی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو۔ وہ ایسے پرسکون تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں مگر وہ کسی زخمی ناگن کی طرح تڑپ گئی تھیں۔ انہیں اپنی بے عزتی حد سے سوا لگ رہی تھی۔

٭ ٭ ٭

حسب معمول آج پھر اس کی آنکھ قدرے تاخیر سے کھلی تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ جیسے تیسے اپنے آپ کو آفس جانے کے لیے ذہنی طور پر تیار کر رہا تھا۔ حالانکہ آفس جانے کا قطعی موڈ نہیں بن رہا تھا۔ مگر گھر میں فارغ رہنے سے بہتر تھا کہ وہ آفس کا ایک چکر لگا آئے یہ سوچتے ہوئے وہ قدرے سست قدموں سے واش روم میں گھس گیا تھا۔ چند منٹ بعد باہر نکلا تو نشا کو اپنا منتظر پایا جو صوفے پر بیٹھی اضطراری انداز میں پاؤں ہلا رہی تھی۔ جودت نے بغور اس کے چہرے کو جانچا تھا۔ جس پر صاف لکھا تھا کہ وہ ایمن کی بابت سب کچھ جان چکی ہے۔ تاہم وہ انجان بنتے ہوئے اپنے سابقہ انداز میں اس سے مخاطب ہوا۔

”ہیلو!“ جواب میں وہ محض اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ وہ اس کے اس طرح دیکھنے کو نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔

”کوئی کام تھا جو یوں صبح صبح چلی آئیں؟“ سابقہ سوال تھا اور سابقہ انداز سے پوچھا گیا تھا۔ جواب میں اس نے ناچ ہو کر نہیں کہا تھا ... ضروری ہے تم ابھی ہماری ... میں ملا جائے۔“ وہ مسلسل اضطراری انداز میں اپنا دایاں پاؤں ہلا رہی تھی۔ لب بھینچے ہوئے تھے جیسے بہت کچھ کہنا چاہ رہی ہو مگر دانستہ کچھ بھی کہنے سے احتراز برت رہی

تھی۔

جودت نہایت اطمینان سے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر ٹائی کی ناٹ لگانے لگا۔ انداز بالکل ایسا تھا جیسے اس کی خاموشی اور اضطرابی کیفیت اس کے لیے کوئی اہمیت نہ رکھتی ہو۔ پرفیوم بھی نہایت سکون سے لگایا۔

”تم نے شادی سے کیوں انکار کیا؟“ ہمت سے الفاظ کا گلا گھونٹ کر وہ بمشکل خود کو بولنے پر آمادہ کر سکی تھی۔ جودت نے پل بھر غور سے اسے دیکھا پھر نہایت دو ٹوک لہجے میں گویا ہوا۔

”کیونکہ میں ایمن کو پسند کرنے لگا ہوں۔“ وہ اس کی صاف گوئی پر ششدر سی رہ گئی تھی۔ آنٹی کی باتوں پر اسے یقین نہیں آیا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ کسی اور کو بھی پسند کر سکتا ہے۔ وہ جو محبت جیسے لفظ سے کوسوں دور بھاگا کرتا تھا اور جس کے خیال میں بس ہی اس کی پہلی اور آخری محبت تھی وہ یہ کہہ رہا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں ڈوبی خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی کیفیت سے بے خبر کہے جا رہا تھا۔

”میں ایمن سے محبت کرنے لگا ہوں نشا! میں نہیں جانتا کہ ایسا کیسے ہوا۔ لیکن ایمن کے علاوہ کسی اور سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو اس کی محبت کا پابند کر چکا ہوں۔“

”اور ... میں ... میں کہاں ہوں جودت؟“ وہ روہانسی ہو گئی تھی۔

”نشا! میں تم سے محبت نہیں کرتا تھا یہ بات تم بھی اچھی طرح جانتی ہو۔ حالانکہ پچھلے تین سال سے میں ممی کے ساتھ تمہارا نام سنتا رہا ہوں اور اس عرصے میں ایک لمحے میں مجھے باور کروا گیا کہ مجھے شادی کرنی ہے تو صرف تم سے۔ اس کے باوجود میں کبھی بھی تمہاری طرف مائل نہیں ہوا۔ میں نے کبھی بھی نہیں پسند نہیں کیا۔ میرا مطلب ہے ازلائف پارٹنر کیا تم نے میرے رویے سے کچھ لفظ نہیں۔ حالانکہ اس وقت تک تو ابھی میری زندگی

میر نہیں آئی تو وہ شاید میں تم سے شادی کر بھی بیٹھتا مگر اب نہیں۔ اب میں جانتا ہوں کہ ایمن میرے لیے کیا بن چکی ہے۔ بہت دن میں نے اپنے آپ کو ایمن کے خلاف اکسایا۔ اس کے بارے میں سوچنا ترک کرنا چاہا۔ ہر طریقے سے اسے بھولنا چاہا مگر مجھے ایسا لگتا ہے جیسے وہ میرے لہو میں سرائیت کر چکی ہے۔ میرے ساتھ سانس لیتی ہے۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" جودت کا خواب ناک لہجہ نشا کے حواسوں کو مفلوج کرنے لگا تھا۔

"میرا خیال ہے نشا تمہیں ہرٹ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ میں نے کبھی بھی تمہارے جذبات کی پذیرائی نہیں کی۔ تمہاری محبت کے جواب میں 'میں' نے کبھی نہیں کہا کہ "میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔" نہ ہی میں نے تمہارے ساتھ مل کر آئندہ زندگی کے حوالے سے کوئی خواب بنا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی پلاننگ کی۔ تم بہتر طور پر جانتی ہو کہ میں تمہارے ساتھ ان تین سالوں میں کس طرح کا برتاؤ کرتا رہا ہوں۔ تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے کہ ہماری شادی نہیں ہوئی کیونکہ یہ تو طے شدہ امر ہے کہ اگر مجھے ایمن شادی کے بعد بھی نظر آتی تو میں پھر بھی اس سے شادی کرتا۔" یہ الفاظ اس جودت کے منہ سے نکل رہے تھے جو ہمیشہ الفاظ کے استعمال میں خاصا کنجوس واقع ہوا تھا۔ اس کے اس لہجے نے نشا کے اندر بھڑکتی آگ کو مزید بھڑکا دیا تھا۔

"تو کیا تمہاری نظر میں میری کوئی وقعت نہیں۔ میں جو ان تین سالوں میں تم سے ٹوٹ کر محبت کرتی رہی اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ تم اتنے سنگدل کیسے ہو سکتے ہو جودت کیونکہ تم ایک پتھر دل شخص ہو۔ میں کیسے بھلا دوں ان لمحوں کو جو میں نے تمہارے [illegible]

[illegible] جس میں بھی سراسر تمہارا قصور ہے کہ میرے [illegible] کیا کرنے لگیں۔" "میں نے [illegible] محبت کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ اس کے [illegible] کر دی گئی تھی جس میں استہزا کے سوا کچھ نہ تھا۔

"آخر اس میں ایسا کیا ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے؟" نجانے وہ کس آس اور امید کے تحت اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نٹ ایٹ آل! مجھے کبھی بھی ظاہری خوبصورتی نے متاثر نہیں کیا ہے۔ بالفرض اگر ایسا ہوتا بھی تو کیا تم کم خوبصورت ہو؟" وہ کتنا اپنے آپ کو سجا سنوار کر اس کے سامنے آتی تھی۔ ہر اس چیز کا استعمال کرتی جو اس کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنے صرف جودت کی توجہ حاصل کرنے کے لیے۔ ہر وقت خود کو خوشبوؤں میں بسائے رکھتی کہ شاید وہ اس بہانے اس کی تعریف کرے۔ صرف چند الفاظ تعریف کے سننے کے لیے وہ نجانے کیا کچھ کرتی رہی۔ لیکن آج اس نے نشا کی خوبصورتی کا اعتراف کیا تھا۔ اسے بتایا کہ تھا کہ وہ کتنی خوبصورت ہے مگر ان الفاظ میں سراہنا نہیں چاہا تھا اس نے۔ نجانے کس احساس کے تحت آنسو اس کے رخسار بھگونے لگے تھے۔

"میں ایمن کی معصومیت سے متاثر ہوا ہوں۔ وہ جب ہنستی ہے تو میرا دل خود بخود اس کی جانب کھنچا چلا جاتا ہے۔ وہ جب بات کرتی ہے تو میرا دل کرتا ہے کہ میں گھنٹوں اس کو سنتا رہوں۔ صرف ان چند دنوں میں مجھے اس سے محبت ہو گئی ہے اور وہ بھی اس شدت سے کہ مجھے اس کے علاوہ اور کچھ اور دکھائی ہی نہیں دیتا۔ اس نے میری پوری کی پوری روٹین بدل ڈالی ہے۔ میں آفس میں بیٹھتا ہوں تو وہ میرے سامنے ہوتی ہے۔ فائل کے ہر صفحے پر مجھے اس کی مسکراتی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ سوتا ہوں وہ مجھے خود سے بھی قریب لگتی ہے۔ میں اسے سوچتا ہوں تو وقت گزرنے کا احساس تک میرے قریب نہیں آتا۔ صبح سے شام ہو جاتی ہے اور میں اسے سوچے جاتا ہوں۔ تم نہیں جانتیں وہ میرے لیے کیا بن چکی ہے۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے ایک ٹک بے یقینی سے محروم جودت کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے الفاظ نے [illegible] طرح نشا کے احساس کو مجروح کیا تھا کہ وہ نہیں دیکھ [illegible]

سکتا تھا۔

کتنا چاہا تھا اس نے کہ وہ اس کے منہ سے اپنے لیے اظہار محبت سنے وہی الفاظ جو وہ ایمن کے لیے استعمال کر رہا تھا۔ اتنی عجیب تو خواہش نہیں کی تھی اس نے کہ وہ کسی کے بس میں ہی نہ ہوتی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر اس کے کمرے سے نکل آئی تھی۔

سامنے ہی بھابھی شاید اسی کے انتظار میں ٹہل رہی تھیں۔ نشا کا ستا ہوا چہرہ دیکھ کر وہ یک دم اس کے قریب آئی تھیں۔ "نشا کیا ہوا؟" حالانکہ اس کے چہرے پر تمام داستان رقم تھی۔ وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ جواب کیا دیتی، کچھ بھی تو نہ بچا تھا کہنے کو۔

"نشا! وہ اس وقت جذباتی ہو رہا ہے۔ ابھی اس لڑکی کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے تھوڑے دنوں بعد خود ہی دھیما پڑ جائے گا۔ وہ تمہارے پاس ہی آئے گا۔" انہوں نے اس کے شانے کے گرد اپنے بازو حائل کرتے ہوئے گویا اپنے ساتھ ساتھ اس کا حوصلہ بھی بلند کرنا چاہا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے ان کے بازو کا حصار توڑتی ہوئی تھوڑی دور جا کھڑی ہوئی۔

"نہیں آنٹی اب نہیں، بالکل نہیں۔ اب اگر وہ خود بھی آئے گا تب بھی نہیں آنٹی۔ تب بھی نہیں۔ اتنی ارزاں ذات نہیں ہے میری کہ وہ مسلسل مجھے اپنی ٹھوکروں میں رکھے میں بالکل مٹی کے بے جان ذرے کی طرح رلتی رہوں۔ وہ جہاں چاہے اس کی شادی کر دیجیے اور پلیز۔ آئندہ میرے نام کے ساتھ اس کا نام مت لیجیے گا۔" وہ اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی بڑی تیزی سے باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

وہ تایا جی کے آفس میں آیا تو ان کی سیکرٹری [illegible] وہیں ان کا انتظار کرنے لگا تھا۔

اس کے ذہن میں [illegible] سوچوں [illegible] تھے۔ اس روز کے بعد ان دونوں نے ہی اس سے ہر قسم کی بات چیت ترک کر دی تھی۔ گو کہ اس نے بھی بظاہر اس جانب کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ مگر ان کے اس رویے نے اس کی خود ساختہ [illegible] میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ وہ صورت [illegible] بات تک کرنے سے گریزاں تھے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایمن سے کسی بھی قیمت پر قطعی طور پر دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ تھا۔ گھر کی فضا ایک عجیب سے جمود کا شکار تھی۔ بھابھی نے تو صاف لفظوں میں اس پر واضح کر دیا تھا کہ وہ نشا کے علاوہ کسی اور کو ہرگز قبول نہیں کریں گی۔ نشا اس کی چڑ سی بن گئی تھی۔ بھابھی کے اتنے کڑوے اور سخت الفاظ کے باوجود وہ اپنے فیصلے پر مستقل مزاجی سے ڈٹا ہوا تھا۔

"کہو بھئی! اب کیا پرابلم ہو گئی؟" تایا جی کی آواز اسے خیالوں کے گرداب سے کھینچ لائی تھی۔ وہ ان کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ انہوں نے مصافحہ کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود کوٹ اتار کر اسٹینڈ پر لٹکاتے ہوئے بولے۔

"کافی عرصے بعد آئے؟" وہ مسکرا دیا۔

"کوئی پرابلم؟" انہوں نے اپنا بریف کیس کھولتے ہوئے خاصے مصروف انداز میں سوال کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے کسی نہ کسی مسئلے کے حل کے لیے ہی اکثر ان کے آفس آیا کرتا تھا۔ آج بھی انہوں نے یہی قیاس کیا تھا۔ وہ بے اختیار اثبات میں سر ہلا گیا۔

"تو برخوردار ایسا کرو کہ جلدی جلدی بتاؤ کیونکہ آج مجھے ایمن کی طرف جانا ہے اس لیے۔"

"تایا جی! ایمن سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ جو اس کے منہ سے نجانے کیا سننا چاہتے تھے ایک دم چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگے، جو حد درجہ سپاٹ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ جو ہر قسم کے تاثر سے عاری تھی۔

"ارے! یہ کیا بات تم کر رہے ہو؟" وہ خوشگوار حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ جو پر سوچ انداز میں نجانے کس نقطے پر نظریں گاڑے ہوئے تھے۔

"ویری گڈ! اس میں کیا پرابلم ہے؟" انہوں نے اس کی خاموشی کو توڑنے کی سعی کی۔

"لیکن یاسر بھائی اور بھابھی ... رہے۔"

"واٹ؟ لیکن یاسر نے خود مجھے تمہیں فورس کرنے کو کہا تھا کہ تم شادی کے لیے راضی نہیں ہو رہے یار! میں کیسے یقین کرلوں کہ یاسر نہیں [illegible] رہا؟" وہ تحیر سے گویا ہوئے "لیکن وہ اگر ایسا کر رہا ہے تو کیوں؟"

"کیونکہ میں ایمن سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے بمشکل اپنا مدعا بیان کیا تھا۔

"کیا؟ کیا کہا تم نے؟" تایا جی کی آواز خاصی بلند ہو گئی تھی۔ "تمہارا مطلب ہے تم ایمن...؟" مارے حیرت کے الفاظ بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

"تایا جی! میں جانتا ہوں کہ میری یہ خواہش آپ کو گراں گزری ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ میں نے جب سے ایمن کو دیکھا ہے میں نے اس کے سوا کچھ نہیں سوچا۔ میں خود نہیں جانتا ایسے کیسے ہوا اور کیوں ہوا۔ گو کہ نشا سے میری منگنی کو تین سال ہو چکے ہیں لیکن میں نے کبھی بھی اسے اپنے لائف پارٹنر قبول نہیں کیا۔ اس بات کی تصدیق تو آپ نشا سے بھی کر سکتے ہیں۔ اور اب جب کہ میں ایمن کے لیے ایسا سوچنے لگا ہوں تو میں کیسے اسے اپنا سکتا ہوں۔ جس کی لیے بھی میرے دل میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ کیا مجھے خود اپنی پسند اپنانے کا کوئی حق نہیں؟ کیا میرا اپنی زندگی کے اہم فیصلوں پر کوئی اختیار نہیں؟ ٹھیک ہے اگر ایمن وہ قبول نہیں کریں گے تو نشا بھی میری زندگی میں کبھی شامل نہیں ہو سکے گی۔ ایمن کو کھونے کا غم تو مجھے زندگی بھر رہے گا مگر وہ بھی اپنی کسی دوسرے کا انتظار نہیں کر سکیں گے۔"

"وہ سب بھی میری ضد سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس کے باوجود وہ ایسا کر رہے ہیں۔ میں اب بھی..."

"ٹھیک کر رہے ہیں وہ لوگ۔ تم نے شادی بیاہ کو کوئی مذاق سمجھ لیا ہے۔ [illegible] تمہیں [illegible] مل کر گیا تو" وہ "تم [illegible] ہو کر کسی کے احساسات و جذبات سے [illegible] ایسا ہوتا تھا تمہیں کم از کم نشا کو اعتماد [illegible]

کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا۔" اس کی آخری بات پر جیسے وہ بھڑک اٹھے تھے۔

"تایا جی! آپ بھی؟" ایک تایا جی تھے جن سے اسے کافی توقعات وابستہ تھیں۔ ان کے اس انداز پر وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"مجھ سے کیا مراد ہے تمہاری؟ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس میں تمہارا ساتھ دوں؟ تم کم از کم تمہیں میرے بارے میں ایسا نہیں سمجھنا چاہیے۔ میں ابھی اتنا بے حس نہیں ہوا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے اس عمل سے نشا پر کیا گزرے گی۔ وہ تین سال تک تم سے منسوب رہی۔ یاسر اور صائمہ کیا سوچیں گے جنہوں نے تمہارے بھائی بھابھی سے زیادہ والدین کا رول ادا کیا۔ تمہارے والدین کے بعد جنہوں نے کبھی تمہیں کسی بھی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ آج جب وہ تم سے کچھ مانگ رہے ہیں تو تم...

بہت افسوس کی بات ہے جوت میں تمہیں کبھی بھی ایسا نہیں سمجھتا تھا۔ یہ سب کچھ جسے تم اس قدر آسان تصور کر رہے ہو بظاہر اتنا آسان نہیں ہے۔ نشا اور تمہاری منگنی کو کوئی ایک دو ہفتے نہیں گزرے کہ ٹوٹ جانے پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تین سال اپنی جگہ ایک اہمیت رکھتے ہیں۔ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ تم نے ایسا سوچا بھی کیوں؟ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تمہیں احسان کے گھر اس مقصد کے لیے کر نہیں گیا تھا۔"

"تایا جی! میں خود اپنی اس کیفیت پر حیران ہوں میں" وہ اپنی کیفیت ٹھیک طور پر بیان کرنے سے قاصر تھا۔

"نہیں یار! قصور تمہارا نہیں قصور میرا ہے۔ میں نجانے کیا سوچ کر تمہیں وہاں لے گیا۔" وہ متاسف انداز میں کہنے لگے تھے۔

"تایا جان۔ ہر کسی کو اپنی پسند اپنانے کا مذہبی اور اخلاقی حق حاصل ہے اور یاسر بھائی نے بھی تو اپنی پسند کی شادی کی تھی۔"

"صائمہ ایک اونچے خاندان کی بیٹی تھی کسی

UrduPhoto.com

طواف کی تھیں۔" انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا پھر قدرے نرمی سے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"جہوت! احسان کا ماضی تم سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ احسان نے اپنی پسند کی شادی کی اور الگ ہو کر جیسی خوشی زندگی گزارنے لگا؟" وہ استہزائیہ انداز میں مسکرانے لگے تھے۔

"ہم نہیں جانتے کہ اس نے کیسے کیسے حالات کا سامنا کیا۔ سہاب کے حوالے سے کس قدر بہتان باندھے گئے تھے۔ اس کی کردار کشی کی گئی تھی۔ شرمناک الزامات عائد کیے گئے تھے جن کو سن کر ہی سر جھک جائے۔ وہ سب اس نے برداشت کیا۔ اور جن لوگوں نے یہ سب کیا وہ ہماری ہی فیملی ممبر تھے خود تمہارا باپ یہ سب کر رہا تھا۔ وہ پھر بھی نہیں جھکا تھا۔ اپنی جائیداد تک کو اس نے ٹھوکر ماری تھی جس میں وہ برابر کا شریک تھا کیونکہ اس نے سہاب سے محبت کی تھی۔ وہ تین کمروں کے چھوٹے سے فلیٹ میں رہنے لگا تھا جس میں چلنا بھی محال تھا۔ لیکن وہ پاگل تھا سب کچھ اس لڑکی کے لیے کیا جسے پھولوں میں بھی گھٹن محسوس ہوتی تھی۔ وہ فلیٹ کے بام سے جڑ کر رہا اور اس نے اس علاقے کے فلیٹ میں دس سال گزارے اور میں نے اس کے منہ سے کوئی شکوہ نہیں سنا۔ وہ خوش تھا لیکن میں جانتا ہوں جہوت! کہ تم بھی ایسا نہیں کر سکتے۔

میں اس سے کتنا پیار کرتا ہوں تم نہیں جان سکتے۔ بفرض محال اگر ایسا ہو بھی جائے تو تمہاری اور اس کی شادی کو کبھی زہر میں بجھے ہوئے ہی الفاظ کا سامنا کرنا ہوگا جس کا سہاب کو ایک عرصے سے واسطہ ہے۔ وہ تو اس نے سب برداشت کیا تھا لیکن اگر اس کو کوئی بھی ایسا کچھ کہے گا تو میں برداشت نہیں [illegible] بہت معصوم ہے۔ وہ ان حالات کا سامنا نہیں کر سکتی [illegible] ہے تم نے اس کے بارے میں جو کچھ سوچا وہ ایک فطری عمل تھا۔ مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اس کا خیال دل سے نکال دو۔ میں اس کی شادی ایسی جگہ کرنا چاہتا ہوں جہاں کوئی بھی اس کے ماضی سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔"

جہوت خاموشی سے انہیں دیکھ رہا تھا جو اپنا سر تھامے آہستہ آہستہ نفی میں سر ہلا رہے تھے۔ اس نے خاموشی سے اپنی گاڑی کی چابیاں میز سے اٹھائیں اور فوراً ہی لمبے لمبے قدموں سے باہر نکل گیا۔

☆ ☆ ☆

ان کی آنکھ ٹیلی فون کے زوردار بیل پر کھلی تھی۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے انہوں نے وال کلاک کی سمت دیکھا جہاں صبح کے چھ بج رہے تھے۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے؟" انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے فون اٹھایا دوسری جانب یاسر کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی تھی۔

"پاپا کیا جہوت تو آپ کی طرف نہیں آیا۔" وہ پوچھ رہے تھے۔

"نہیں تو۔"

"پاپا وہ کل صبح سے غائب ہے۔ میں بہت پریشان ہوں ممی بھی۔"

تشویش آمیز لہجے میں کہتے ہوئے وہ بے ربط انداز میں بولے جا رہے تھے۔ پاپا بھی یکدم تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے دوسری جانب فون رکھتے ہوئے کہا کر وہ فوراً "عرفان ولا" پہنچنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔

سامنے ہی یاسر پریشانی سے ٹہل رہا تھا۔ جبکہ ثنا اور صائمہ تشویش زدہ انہیں دیکھ رہی تھیں۔ "پاپا جی" نظر پڑتے ہی وہ لپک کر ان کے قریب آئے۔ پریشانی، اضطراب اور نجانے کیا کچھ ان کے چہرے سے عیاں تھا۔ اس کے تمام دوستوں کے گھر جا کر معلوم ہو چکا تھا۔ اسپتال دیکھ ڈالے اس کا پتہ نہ تھا اور یوں ہی عجیب سی سوگواری کی کیفیت طاری تھی۔ ایک ہفتہ ہو گیا تھا اس کو تلاش کرتے ہوئے۔

اگلے ہی روز انہیں جہوت کے بیٹے کے فون نے انہیں چونکا دیا تھا۔ جو شہر کی ایک بڑی کمپنی میں ایک اہم عہدے پر فائز ہوا تھا۔

"ہوٹل! جہوت کا پتا چل گیا ہے۔ وہ اپنے بزنس کے سلسلے میں یہاں آیا تھا میں نے منیجر کے ذریعے اس کے ٹھکانے کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔" وہ جلدی جلدی ایڈریس نوٹ کرنے لگے یاسر کو لے کر وہ ایک معروف ہوٹل پہنچے تھے۔ دوسری دستک پر دروازہ کھل گیا تو سامنے وہی کھڑا تھا بالکل لاتعلق اور سپاٹ چہرے کے ساتھ۔ انہیں دیکھ کر اس کے چہرے پر کسی بھی قسم کا کوئی تاثر نہیں ابھرا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازے سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جو اس کی طرف سے اندر آنے کا واضح اعلان تھا۔ وہ خاموشی سے اندر آگئے۔ داخل ہوتے ہی یاسر بھائی نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"جہوت! جیسا تم چاہو گے ویسا ہی ہو گا۔ چلو گھر چلو۔" لیکن اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ ان سے چھڑا لیا تھا۔

"اب آپ کیوں پریشان ہیں میں آپ کی خواہش کے مطابق ایمن سے شادی نہیں کر رہا۔ میں باہر جا رہا ہوں اپنی تمام جائیداد سے دستبردار ہو کر۔" گو کہ وہ مخاطب یاسر بھائی سے تھا لیکن سنا تایا جی کو رہا تھا وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہے تھے جو ان کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھا۔

"جہوت! میں نے کہا نا جیسا تم کہو گے ویسا ہی ہو گا تمہاری کسی بھی قسم کا اعتراض نہیں ہو گا۔" اس [illegible] ایک بار پھر اس کا ہاتھ [illegible] اس نے تایا جی کو دیکھا جو کب سے ہی دیکھ رہے [illegible] دکھائی دے [illegible] خاموشی سے ان کے ساتھ چلا گیا۔

[illegible] تبدیلی نے کیسے ایمن اور اس کی [illegible] اور یاسر بھائی نے کیسے جہاں بھی کو [illegible] نہیں جانتا تھا۔ وہ تو بالکل اس خوشخبری میں

مگن تھا کہ ایمن اس کی زندگی میں آ رہی ہے۔ کتنا خوش کر دینے والا لمحہ تھا۔ سب کچھ کتنا خوبصورت لگ رہا تھا۔ خوشی تو اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ گو کہ یاسر بھائی اس کی شادی ایمن سے کرنے پہ راضی ہو گئے تھے مگر اس دن کے بعد انہوں نے جہوت کو مخاطب کرنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ بھابھی اور نساء وغیرہ بھی ان سے جدا نہ تھے۔ لیکن اس نے اس جانب کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔ البتہ تایا جی کا رویہ اس سے پہلے جیسا ہی تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ایمن کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھے پایا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا پھر کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا اور نہایت آرام سے اس کے سامنے ڈریسنگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے آپ کو دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ اس نے جہوت کے اس طرح بیٹھ جانے کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا۔

"میری آنکھوں میں جھانکو گی تو تمہیں بالکل ایک مختلف ایمن دکھائی دے گی۔" اس نے اپنے پیچھے پر بازو باندھتے ایمن کو مخاطب کیا تھا۔ وہ ایک دم چونکی پھر اٹھی جو اس سے ملتے ہوئے بولی۔

"مختلف تو میں ابھی بھی لگ رہی ہوں۔" اس نے آئینے کی جانب اشارہ کیا۔

"جانتے ہیں میں نے پہلی بار میک اپ کیا ہے اور دیکھیں کتنی اچھی لگ رہی ہوں ابھی تو لپ اسٹک تک نہیں لگانے دی تھیں کہتی تھیں ایک ہی بار لگانا۔" وہ اپنے مخصوص انداز میں بول رہی تھی۔ مگر جہوت نے اس کے حنائی ہاتھ تھامے تو وہ ایک دم چونک کر دیکھنے لگی جو مسکراتے ہوئے اسے شوخ نظروں میں لیے ہوئے تھا۔

"جانتی ہو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں میری زندگی میں ایک لمحہ ایسا بھی آئے گا کہ میں تمہیں حاصل کر لوں گا۔" یہ

میرے لیے خواب بن گیا تھا۔ مگر آج تم جو میرے بیڈ روم میں موجود ہو اس بات کی دلیل ہے کہ میں بہت خوش قسمت ہوں۔ جو چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں۔" وہ آنکھیں موندے سرگوشی کی سی کیفیت میں بول رہا تھا۔

"ارے ہاں تم مجھ سے اپنا گفٹ نہیں مانگو گی؟" وہ جو اس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

"وہ تو آپ خود مجھے دیں گے بھلا دلہنیں بھی کبھی خود گفٹ مانگتی ہیں؟" وہ بچوں کی طرح آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔

"ایمن۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں کم از کم آج کی رات مسرور ہوں تو پھر اپنے اس انداز سے گریز کرو۔" اس کی اتنی عجیب تعریف پر وہ ایکدم جھینپ سی گئی تھی۔ جوت اس کے اس طرح شرمانے پر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ پھر جیب سے ایک خوبصورت سا بریسلیٹ نکال کر اسے پہناتے ہوئے بولا۔

"میں نے زندگی میں کبھی شاپنگ نہیں کی آج پہلی مرتبہ کچھ خرید سکا ہوں۔ میری ساری شاپنگ بھابھی کرتی ہیں۔ اب تمہارے لیے گفٹ تو میں ان سے نہیں منگوا سکتا تھا۔ اگر پسند نہ آئے تو کل میں خود تمہیں مارکیٹ چلوں گا اپنی مرضی سے جو تمہیں پسند آئے خرید لینا۔"

"مجھے تو یہ بہت پسند آیا ہے۔" بریسلیٹ کو چھوتے ہوئے وہ بولی۔

"تھینک گاڈ!" جوت ایکدم اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ بڑھا کر اسے بھی اپنے قریب کھڑا کر لیا تھا۔

"ایمن میں چاہتا ہوں کہ آج کے دن تمہیں میں اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤں۔" اسے بیڈ پر بٹھاتے ہوئے وہ بھی اس کے نزدیک آ بیٹھا تھا۔ [illegible]

UrduPhoto.com

ایک [illegible] جس طرح ہاشم بھائی، بھابھی اور نشا بھی میری زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں گو کہ تم سے شادی کرتے ہوئے مجھے ان سب کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اس کے باوجود میں انہیں خود سے الگ نہیں سمجھتا۔ ان کا ردعمل فطری ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یقیناً سب کچھ اپنی جگہ پر آ جائے گا۔ مجھے افسوس ہے کہ بھابھی ابھی تمہیں قبول نہیں کر سکیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ زیادہ عرصے تک اپنے اس رویے کو برقرار نہیں رکھ سکیں گی۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ انہیں اپنی بھانجی کے ٹھکرائے جانے کا بے حد دکھ ہے۔ لیکن تب تک جب تک نشا کی شادی نہیں ہو جاتی۔" وہ نہایت سنجیدہ لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

"جانتی ہو ایمن بھابھی میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہیں۔ میرے لیے وہ بالکل ماں جیسی ہیں۔ میں صرف بارہ برس کا تھا جب مما پاپا کا پلین کریش ہو گیا تھا۔ میں ان دنوں بورڈنگ میں تھا۔ میں نے کبھی ماں کی محبت محسوس نہیں کی تھی مجھے یاد نہیں پڑتا کہ انہوں نے مجھے بھی قریب بٹھا کر پیار کیا ہو۔ وہ بہت سوشل تھیں۔ اس لیے ان کی ڈیتھ نے مجھ پر کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ ان کے بعد تو جیسے میں نے نیا جنم لیا تھا یاسر بھائی میرا ہر طرح سے خیال رکھنے لگے تھے اور بھابھی جن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی مجھے بالکل ایک ماں کی طرح پیار کرنے لگی تھیں۔ تم سمجھ سکتی ہو کہ میں ان کا مقروض ہوں۔ گو کہ تمہیں حاصل کرنے کے لیے میں نے ان سے بہت گستاخی کی جو یقیناً میں نے پہلی مرتبہ کی تھی لیکن میں تم سے بھی دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔" وہ اپنی چوڑیوں سے کھیلتے ہوئے نہایت دھیان سے اسے سن رہی تھی۔

"اب جبکہ تم اس گھر کی ایک فرد بن گئی ہو میں چاہتا ہوں کہ تم اس جمود کو توڑنے میں میری مدد کرو جو صرف میری شادی کی وجہ سے سب کے رویوں پر طاری ہے۔ ہو سکتا ہے تمہیں ہرٹ ہونا پڑے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ تمہیں زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی۔

اگر کبھی میری غیر موجودگی میں وہ تمہیں کچھ کہیں طعنے ___ یا کسی بھی قسم کے الزامات عائد کریں۔ تم پلٹ کر جواب مت دینا میری دعا

استعمال مت کرنا جو کہیں وہ تمہیں ہرٹ کریں تم نظر انداز کر دینا۔ وہ سمجھتا ہے بعد وہ اپنے سابقہ رویوں کی معافی مانگنے لگیں گی۔ میرا خیال ہے تم ایسا کرنے میں میری مدد کرو گی۔" اس نے ایش کی آنکھوں میں جھانکا جو بڑے غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ یکدم اپنے مخصوص انداز سے مسکرانے لگی اور اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی "میں کوشش کروں گی۔"

"ارے! میں تمہیں یہ تو بتانا بھول گیا کہ مجھے غصہ بہت زوردار آتا ہے۔" جوت نے مصنوعی اکڑ پن سے کہا تو وہ یکدم کھلکھلا کر ہنس دی۔

"وہ تو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔" اس کی نظر میں وہی لمحات گھوم گئے تھے جب وہ پہلی مرتبہ اسے یونیورسٹی سے لینے آیا تھا۔

"اگر کبھی تمہیں غصہ آئے تو ادھر ادھر ہو جانا کیونکہ میں غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں اور کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" وہ اب اسے ڈرا رہا تھا۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا "میرا خیال ہے تمہیں ان کپڑوں سے الجھن ہو رہی ہوگی۔ تم ایسا کرو چینج کر لو میں بھی فریش ہو جاتا ہوں۔ وہ سامنے ڈریسنگ روم ہے۔" وہ اس کے بتائے ہوئے روم میں گھس گئی تھی۔ چند لمحوں بعد جب وہ آرام دہ لباس پہن کر بیڈ روم میں آئی تو وہاں جوت موجود نہ تھا۔ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ جوت کا موجود نہ ہونا اس کے لیے باعث طمانیت تھا۔

☼ ☼ ☼

امی کے گھر سے جاتے ہی وہ ایک عجیب سے احساس میں مبتلا ہو گئی تھی۔ کتنی ہی دیر تک وہ یونہی [illegible] رہی۔ خاموشی کی [illegible] ماحول کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنے [illegible] ایسا ہوا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ آنکھیں موند لینے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ وہ سب سے نظریں [illegible] بھی جانتے بوجھتے خود سے نظریں چراتا [illegible] احساس تھا [illegible] اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ [illegible] پیار کرنے کی چاہ جو منظر تبدیل نہیں ہوا تھا۔ وہ اب بھی اپنے آپ کو کسی لٹنے والے کی طرح دیکھ رہی تھی۔ عجیب سا احساس اس پورے منظر پر حاوی تھا۔

کتنے ہی دن گزر گئے تھے مگر ابھی تک ان یادوں سے گزرتا وقت اپنی گرد نہ ڈال سکا تھا۔ وہ کوشش کرتی تھی کہ تنہائی میں ماضی کی تلخ یادوں کو نہ یاد کرے مگر ماضی کو فراموش کرنا اس کے بس میں نہ تھا۔ کبھی وہ اب بھی ان یادوں سے پیچھا نہ چھڑا پائی تھی جو ایک جونک کی طرح اس کے دل و دماغ کے ہر گوشے سے چمٹ گئی تھیں۔

ماضی جتنا تکلیف دہ تھا اس کی یادوں کی چبھن اس سے زیادہ دردناک تھی کہ وہ گھنٹوں بے چین رہتی اس مسلسل تنہائی میں ایک دریچہ سا کھل گیا تھا اور اس دریچے سے یادوں کی ایک آندھی سی چلی آئی تھی اس کی آنکھوں میں ریت سی چبھنے لگی تھی۔ "ماضی" جو بیک وقت خوشگوار بھی تھا اور دردناک بھی۔ آنسو سیل رواں کی مانند اس کے گالوں پر پھسل رہے تھے۔ یادوں کے اس دریچے سے آنے والی آندھی سے جمع ہونے والے خشک پتوں نے اس کے ارد گرد پھیلے سناٹے کو ناخوشگوار شور میں تبدیل کر دیا تھا۔

"یمن! تمہارا فون ہے۔" وہ آنگن کے کونے میں سر دیئے بیٹھی تھی جب امی کی آواز نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ اس نے حیرت سے امی کے مسکراتے لبوں کو دیکھا تھا۔ ان کی مسکراہٹ حقیقتاً اس کے لیے حیران کن تھی۔

"کس کا فون ہو سکتا ہے؟" اس نے سوچا تھا۔ تایا جی ابھی اس سے مل کر گئے تھے اس لیے ان کا فون نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کی کوئی دوست نہیں تھی کہ [illegible] اندر کی جانب جاتے ہوئے اب اس نے سوالیہ نظروں سے امی کو دیکھا [illegible]

"جوت تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے۔" امی کی مسکراہٹ اس کے لیے باعث حیرت تو تھی ہی لیکن جوت کا فون اس سے زیادہ تعجب خیز تھا۔ ریسیور

اطراف میں جوت کی شوخ آواز سنائی دی تھی۔

"کیسی ہو؟" اس کا بے تکلفانہ انداز اور لہجے کا شوخ انداز اسے کسی سحر میں دھکیل رہا تھا۔

"ٹھیک ہوں۔" اس نے محتاط انداز میں کہا تھا۔ ایک بار پھر ریسیور سے جوت کی شوخ آواز ابھری تھی۔

"کیسی ہو! کیا تم خوش ہو؟" جوت کی اس بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی پھر اسی الجھن آمیز اور متذبذب کیفیت لیے لہجے میں اس نے جوت سے دریافت کیا تھا۔

"میں سمجھی نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"ارے بھئی ہماری شادی ہو رہی ہے کیا تم اس سلسلے سے خوش نہیں ہو؟" بارے جوت کے اس کی قوت گویائی ہی سلب ہو گئی تھی۔ اب اسے تایا جی کی بڑھتی ہوئی آمد و رفت کا مفہوم سمجھ میں آیا تھا۔ چند روز سے جو کھچڑی امی اور تایا جی کے مابین پک رہی تھی اس کا علم جوت کے ذریعے ہی اسے ہوا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ جوت اسے برا لگتا تھا لیکن یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہ چاہتے ہوئے بھی کچھ نہ بول پائی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ تم شرما رہی ہو چلو۔ کسی مناسب موقع پر تم سے اس بارے میں رائے لوں گا۔" اس نے شرارت سے کہتے ہوئے فون رکھ دیا تھا۔ اس کی گفتگو کا مفہوم اب وہ جان پائی تھی۔ جب سے اسے بتایا گیا تھا کہ اس کی شادی ہو رہی ہے وہ ایک عجیب سے احساس میں مبتلا ہو گئی تھی جو کہ [illegible] کن نہ تھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ امی کو چھوڑ کر چلی جائے گی لیکن امی کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ اس نے پہلی بار امی کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تھے وہ نمایاں جوش و خروش سے اس کی شادی کی [illegible] بول رہے تھے اس نے خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دیا تھا۔

محض شادی سے ایک ماہ قبل ہی اس نے جوت کے گھر والوں کے سرد رویوں کا ذکر کیا تھا۔ شادی کے ذکر کے بعد تو اس کی نیند اڑ گئی تھی۔ یہ سب سن کر اس کی بھوک بھی اڑ گئی تھی۔ اس نے جوت کی بھی سخت قسم کے الفاظ اور تلخ کلامی نہیں سنی تھی لیکن امی اسے اس قسم کے حالات کے لیے ذہنی طور پر تیار کرنے لگی تھیں۔ ایک تو امی سے جدائی اور دوسرا دوسری جانب سے سرد مہری سے کیا گیا استقبال گویا اس کا خون ہی خشک کرنے کے لیے کافی تھا۔

بیڈ روم میں جوت کی آمد کے بعد گویا اس نے ایک نئی دنیا میں قدم رکھا تھا۔ جوت کا تسلی دینے کا انداز اور گرمجوشی سے کیا گیا اظہار محبت اس کے تمام شکوک و شبہات پر حاوی ہو گیا تھا۔ ایک عجیب سا انداز تفاخر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ اپنے لیے جوت کی اس قدر دیوانگی دیکھ کر وہ اپنے آپ کو آسمانوں پر اڑتا محسوس کر رہی تھی۔ وہ بیڈ پر بیٹھ کر جوت کا انتظار کرنے لگی تھی۔ معاً اس کی نظر بیڈ کی دوسری جانب رکھے بیڈ روم فریج پر پڑی تھی دوسرے ہی لمحے شدید بھوک کا احساس ہوا تھا۔ امی کے بے حد اصرار کے باوجود اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ دوسرے لمحے وہ فریج کھولے اس میں رکھی اشیاء کا جائزہ لے رہی تھی۔ "تقریباً" تمام اقسام کے فروٹس، جوس، کیک، چاکلیٹس، آئس کریم دیکھ کر بھوک نئے سرے سے چمک اٹھی تھی۔ دوسری تمام چیزوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے آئس کریم باؤل باہر نکال لیا تھا۔ جوت تولیے سے سر رگڑتا ہوا باہر نکلا تو اسے آئس کریم سے انصاف کرتے پایا۔ جوت کی موجودگی محسوس کر کے وہ ایک دم مسکرا دی تھی پھر مخصوص انداز میں کہنے لگی۔

"آئی ایم ساری! دراصل مجھے بہت بھوک لگ رہی تھی۔"

"واٹ سوری [illegible] ابھی کھانا منگواتا ہوں۔" وہ اس کے ابھی [illegible] ہوا پھر تولیے صوفے پر پھینکتے ہوئے وہ باہر کی جانب بڑھا۔

"[illegible] نہیں رہنے دیں اب کھانا کھانے کی تو کوئی گنجائش نہیں ہے۔" اس نے آئس کریم کا خالی باؤل

ہتھیلی پر رکھتے ہوئے کہا۔ جوت کے بڑھتے قدم ساکت ہو گئے۔

"دراصل مجھے آئس کریم بہت پسند ہے۔" خالی پیالی پر نظر جمائے ہوئے وہ قدرے شرمندگی سے کہہ رہی تھی۔ جوت بالکل اس کے نزدیک آبیٹھا تھا۔ ایمن کو حاصل کرنے کے باوجود اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اب بھی اس کے حواسوں پر چھائی ہوئی ہو۔

شادی کے بعد کے دن سرشاری کی سی کیفیت میں گزر رہے تھے۔ جوت کی اس قدر محبت محسوس کر کے اسے اپنی پچھلی زندگی بے رنگ دکھائی دینے لگی تھی۔ حقیقی معنوں میں اسے یہ ایک نئی دنیا لگنے لگی تھی جہاں صرف خوشیاں تھیں اور یہ خوشیاں صرف اس کے لیے تھیں۔

ہنی مون سے واپسی پر جوت آفس جانے لگا تھا۔ آفس سے دو تین بار فون کر کے اس کی خیریت پوچھتا ہنستے ہوئے اپنی بے قراری کی داستان سناتا۔ آفس سے آنے کے بعد زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارتا۔ اسے گھمانے پھرانے لے جاتا۔ اپنے پسند کے ہوٹل میں ڈنر کراتا۔ اِدھر اُدھر کی بے تحاشا باتیں کرتا۔ اپنی مرضی سے شاپنگ کرواتا۔ وقت گزرنے کا تو جیسے پتا بھی نہیں چلتا تھا۔

☼ ☼ ☼

بھابھی کا رویہ بالکل جوں کا توں تھا۔ اگر جوت شروع دن سے ہی ان کے رویوں کے بارے میں کچھ نہ بتا دیتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ اپنا دل ہار جاتی۔ بھابھی کی نگاہیں اس کے وجود کے آر پار ہوتی محسوس ہوتیں البتہ بھائی کا رویہ قدرے بہتر تھا۔ وہ بھابھی کی طرح اس کو گھورتے تو نہیں منہ ہی منہ میں سو جلیا کرتے تھے [illegible] وقت [illegible] اس کی غیر موجودگی [illegible] تھا کہ وہ ان سے ڈرنے لگی [illegible] کے پیش نظر اس نے [illegible] وہ جوت کو کسی بھی [illegible] موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ ابتدا میں

جوت کو اس سے [illegible] رہنے پر کسی بھی قسم کا اعتراض نہ تھا مگر پھر اس نے اسے پورے گھر میں گھومنے پھرنے کا حکم جاری کر دیا تھا۔

"مگر جوت..." وہ تذبذب میں گھر گئی تھی۔

"اگر مگر کچھ نہیں یہ گھر تمہارا بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ بھابھی اور محسن کا ہے۔" اس نے اس کے رخسار پر ہلکی سی چپت لگاتے ہوئے کہا۔ اگلے دن وہ جوت کے گھر سے نکلنے پر پیچھے آئی تھی۔ لاؤنج میں تمنا اکیلی بیٹھی ویڈیو گیم سے محظوظ ہو رہی تھی۔ آج شاید اس نے اسکول سے چھٹی کی تھی۔ ٹائٹ جینز اور اونچی اسکن ٹائٹ شرٹ میں ملبوس وہ خاصے بے تکلفانہ انداز میں قالین پر دراز تھی۔ ایک لمحے تو ایمن کو اس لباس سے شرم محسوس ہوئی تھی جو مکمل ہوتے ہوئے بھی نامکمل تھا۔ تاہم اس سے دوستی کرنے کی خاطر وہ لبوں پر دوستانہ مسکراہٹ سجائے اس کے قریب ہی رکھے صوفے پر ٹک گئی تھی۔

"ہیلو!" اپنائیت سے بھرپور دوستانہ لہجے میں وہ اس سے ہی مخاطب تھی جس کی بے نیازی میں اس کی آمد اور پھر مخاطب کرنے کے باوجود کوئی فرق نہیں آیا تھا اور نہ ہی اس کے وجود میں کوئی جنبش پیدا ہوئی تھی۔ انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دے رہی۔ وہ ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے ایمن اس سے نہیں دیواروں سے مخاطب ہو۔ تمنا کے اس انداز پر اسے شدت سے اپنی بے عزتی کا احساس ہوا تھا مگر نجانے کیا سوچ کر وہ ایک بار پھر اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"تمنا! مجھ سے دوستی کرو گی؟" اب کی بار نفرت انگیز اور کڑی نظروں سے گھورا گیا تھا۔

"شٹ اپ! مجھ سے زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔" لہجہ نخوت اور اجنبیت لیے ہوئے تھا۔ دوستی کے ضمن میں پیش رفت محض اپنی عزت نفس کو قتل کرنے کے مترادف تھا۔ اسی احساس کے تحت اس کا چہرہ یکدم سرخ ہو گیا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ اگر ایک پل بھی وہاں ٹھہرتی تو

بجائے نیا قیامت برپا ہو جائے گی۔ [illegible] ایک قدم اٹھایا تو تب اسے محسوس ہوا جیسے [illegible] جگہ سے کھسک گئی ہو۔ آسمان گھومنے لگا ہو۔ [illegible] پاؤں میں شدید درد کے [illegible] تمام وجود [illegible] اپنے حواس میں نہ [illegible] بے ہوش [illegible]

[illegible] نفرت، حقارت سے [illegible] ذلت و شرمندگی کے احساس سے [illegible] ہوش میں [illegible] آنکھوں میں [illegible] آنسو اپنے ہاتھ کی پشت سے صاف [illegible] اپنے شکستہ وجود کو گھسیٹ کر [illegible] آنسوؤں کی جھڑی سی لگ گئی تھی۔ تکلیف اور بے عزتی کے حد سے سوا [illegible]

"حمین! کیا ہوا ہے یار؟" اس نے اس کے چہرے پر آنسوؤں سے چپکے بالوں کو سمیٹتے ہوئے تشویش سے پوچھا تو وہ یکدم اس کے سینے پر سر رکھ کر بے تحاشا رونے لگی تھی۔

"حمین! پلیز یوں مجھے پریشان مت کرو۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" جونت نے اس کے ماتھے کو چھوتے ہوئے ایک بار پھر پوچھا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے خود کو رونے سے باز رکھ پائی تھی۔

"میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی۔" اس نے جونت سے نظریں چراتے ہوئے بمشکل کہا۔

جونت نے بڑی محبت سے اس کے آنسو پونچھے اس نے دانستہ ثمینہ کا نام لینے سے گریز کیا تھا۔

"تو کے اٹھو۔ میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا کرنے کی سعی کرنے لگا تو وہ ایک دم پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

"جونت! میری ٹانگ میں شدید درد ہے۔ مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔" اس کے اس طرح رونے پر وہ یکدم پریشان ہو کر فون کی جانب لپکا۔

ڈاکٹر نے اس کی ٹانگ پلستر کر دی تھی۔ جونت مسلسل اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اس کا متفکرانہ انداز اور بے تحاشا محبت اس وقت اس کے لیے درد کی دوا ثابت ہوئی تھی۔

"حمین! اگر تم روؤ گی تو وہ۔" مسکراتے ہوئے جونت کے یہ الفاظ اس پر نرم پھوار کی طرح برسے تھے۔

ڈیڑھ ہفتے تک جونت نے اسے بستر سے اترنے کی قطعاً اجازت نہیں دی تھی۔ وہ بالکل بچوں کی طرح اس کی [illegible] کا خیال رکھ رہا تھا۔ صبح ناشتہ اپنی موجودگی میں [illegible] کی وجہ سے اسے آفس سے دیر ہو جاتی۔ آفس سے بھی وہ جلدی لوٹ آتا تھا۔ ایک ہفتے بعد [illegible] اب [illegible] اس [illegible] جانے پر [illegible] تھا۔

[illegible] ماما جان روز [illegible] فون کر کے خیریت دریافت کر لیا کرتے تھے البتہ ابھی تک [illegible] فون

گئی تھی۔ شادی کے بعد وہ صرف دو بار ہی اس سے ملنے آئی تھی۔ بعد میں اس نے خود ہی اسے روز روز آنے سے منع کر دیا تھا۔ امی کے اجنبی انداز نے اسے متحیر کر ڈالا تھا۔

"دیکھو بیٹا! اب جودت ہی تمہارے لیے سب کچھ ہے اور تمہارے پیش نظر محض اس کا خیال ہی ہونا چاہیے۔ سمجھ رہی ہو نا میں کیا کہہ رہی ہوں؟" ایمن کو ان کے چہرے پر وہی سکون دکھائی دیا تھا جو ان کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ ایمن نے ہونٹ بھینچ کر جیسے تمام کیفیات کو اپنے اندر دفن کیا تھا۔ اس نے بغور ان کے چہرے کا جائزہ لیا تھا۔ جانے وہ کونسی توجیہہ پیش کرنے والی تھیں۔

"تمہارے جانے کے بعد گو کہ مجھے تنہائی کا احساس ہوتا ہے لیکن یہ احساس اس سے یقیناً بہتر ہوگا جو تمہاری سسرال کی طرف سے بار بار آمد کی صورت میں تمہیں محسوس ہو۔ میں نے سالہا سال ایک بیوہ کی زندگی گزارتے ہوئے دیکھا ہے ہوں تمہارے حوالے سے جتنی فکریں میں نے پالی تھیں تمہاری شادی کے بعد گو کہ میں مکمل طور ان سے نجات نہیں پا سکی ہوں مگر پھر بھی ان میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ تمہیں اتنا اچھا داماد ملا گیا۔ اس خوشی میں اس وقت شک ہو کہ جب جودت بھابھی اور بھائی کا رویہ تم سے بہتر ہو جائے گا میں چاہتی ہوں کہ تم میری طرح زندگی گزارو بالکل تنہا۔ نہ کسی کی آس اور نہ سسرال کی امید۔ جودت جس طرح تم بالکل … میں ڈھل جاؤ اس نے تمہاری خاطر ایک … تمام اٹھایا ہے اور میں بھی چاہتی ہوں کہ … مکمل طور پر خوش نہیں … سے … کی خاطر ادھر آیا … اور شاید اس … میں نہیں چاہتی تم ان … اور جودت تمہارے بارے میں ایسا … کی طرح سوچتی ہیں میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ ایک مکمل خاندان کے ساتھ تم یہ خیال دل میں بالکل بھی نہیں لانا کہ میں تم سے پیار نہیں کرتی اسی پیار کے پیش نظر ہی تو میں ایسا کر رہی ہوں۔" رسانیت سے کہتے ہوئے انہوں نے آج پہلی بار اپنا آپ ایمن پر کھول دیا تھا۔ وہ چپ چاپ انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کی آمد و خوشحال زندگی کے حوالے سے امی نے جو لائحہ عمل مرتب کیا تھا اس کے جواب میں شاید اس کے پاس الفاظ نہ تھے یا پھر وہ کچھ کہنا ہی نہیں چاہتی تھی یا پھر شاید اسے کچھ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی اس نے چپ چاپ امی کے اس خیال پر صاد کر دیا تھا۔ اس روز کے بعد وہ ان سے ملنے نہیں گئی تھی اور یہ فیصلہ جس طرح اس نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر کیا تھا وہی جانتی تھی البتہ وہ انہیں فون کرنے سے باز نہ رہ سکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"آج نعما کی برتھ ڈے ہے چلو تمہیں کچھ شاپنگ کروا لاؤں۔" جودت آفس سے جلد لوٹ آیا تھا اور جلد آمد کی وجہ بھی بیان کر دی تھی۔ وہ جودت کے ساتھ نعما کے لیے ایک خوبصورت سا گفٹ خرید لائی تھی۔ برتھ ڈے کا فنکشن بڑے پیمانے پر ارینج کیا گیا تھا۔ وہ صرف ایک سالگرہ کے لیے وسیع و عریض انتظامات دیکھ کر متحیر رہ گئی تھی اسے اپنی سالگرہ یاد آگئی تھی جس میں صرف کیک کا اہتمام ہوتا تھا مگر اب غیر معمولی اہتمام دیکھ کر وہ حقیقتاً ہکا بکا رہ گئی تھی۔ اس جگمگاتی محفل میں وہ اپنے آپ کو ان فٹ محسوس کر رہی تھی جبکہ جودت اس کے ساتھ ساتھ تھا معاً اسے اپنا کوئی دوست دکھائی دیا تھا وہ اسے نعما کو گفٹ دینے کی تاکید کرتا ہوا دوسری سمت بڑھ گیا … کا سامنا کرنے کے نام سے ہی وہ کوفت کا شکار ہو چکی … اپنی تمام تر ہمتیں مجتمع کر کے وہ نعما کے قریب پہنچی جو آج بھی مختصر لباس میں ملبوس تھی اور خاصی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ ایمن پر نظر پڑتے ہی اس نے نخوت سے منہ پھیر لیا تھا احساس

تو ذہن نے اس کے جسم میں پھریری دوڑا دی تھی۔ وہ
گفٹ دینے کی خاطر اس کے مزید قریب چلی آئی
تھی۔ یہ تھوڑے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پہ
سجاتے ہوئے اس نے خوبصورت ریپر میں لپٹا گفٹ
اس کی جانب بڑھایا جسے دیکھنے کی بھی اس نے زحمت
گوارا نہیں کی تھی۔ اسے نظر انداز کر کے وہ نجانے
کسے ہنستے ہوئے ریسیو کر رہی تھی۔ نشا کے اس انداز
نے اسے بہت رنجیدہ کر دیا تھا۔ اتنے لوگوں میں تضحیک
کے احساس نے اس کی آنکھوں میں نمی سی پیدا کر دی
تھی۔ بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے
ہوئے وہ ایک کونے میں رکھی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ ہر
طرف قہقہے گونج رہے تھے۔ بے تحاشا شور [illegible] میں
ہر چیز جگمگا رہی تھی لیکن اسے سب بالکل ویران لگ رہا
تھا۔ اندر تک ایک تاریکی سی پھیل گئی تھی۔ بھابی
اور نشا کے موجودہ رویے نے اس کے اندر ایک آگ
سی لگا دی تھی۔ بے عزتی کے اس سلگتے احساس نے
اس کے دل میں ہلچل سی برپا کر دی تھی۔ اسے اپنا وجود
اس محفل میں بے معنی سا لگنے لگا تھا۔ اس احساس
کے پیدا ہوتے ہی وہ اوپر جانے کا قصد کرنے لگی تھی
مگر تب ہی اپنے قریب بھابی کی آواز سنائی دی تھی۔
"ارے نشا، اتنی دیر۔ تمہیں تو سب سے پہلے آنا
چاہیے تھا۔" کہتے ہوئے بھی اس سمت دیکھنے پر
مجبور ہو گئی تھی۔ ایک پل تو اسے لگا تھا جیسے تمام
کائنات تھم گئی ہو۔ وہ حیرت سے اس حسن کے مجسمے
کو ایک ٹک دیکھ رہی تھی۔ اسکائی بلیو [illegible] میں
سب لوگوں میں دمکتی ہوئی دکھائی دے رہی
تھی۔ بے تحاشا گوری رنگت اور صورت سے زیادہ
خوبصورت تیکھے نقوش۔ وہ دور سے بھی محسوس کر سکتی
تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جانے کا خیال
محسوس کر چکی تھی۔ وہ بڑی حیرت سے [illegible]

گئی تھی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔ پھر شاید اپنی
اس کوشش میں ناکام ہو کر وہ بھابی کی جانب متوجہ
ہو گئی تھی۔ سرگوشی میں وہ یقیناً بھابی سے اس کے
بارے میں استفسار کر رہی تھی۔ جواب ملنے پر اس نے
اسے پہلے سے بھی زیادہ حیرت سے دیکھا تھا۔ بھابی
کے چہرے سے صاف واضح تھا کہ انہوں نے کن الفاظ
میں اس کی تعریف کی ہوگی۔ ایک عجیب سی تناؤ کی سی
کیفیت ان کے چہرے پر طاری ہو گئی تھی جسے بدلنے
کی خاطر وہ فوراً دوسرے مہمانوں کی جانب متوجہ
ہو گئی تھیں۔
"ارے، تم یہاں بیٹھی ہو؟ میں تمہیں نجانے
کہاں کہاں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔" معاً جورت اس
کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔ وہ ایک دم اپنی نظریں
جھکا گئی تھی۔ مبادا وہ اس کی آنکھوں میں چھپے اس
احساس کو نہ بھانپ لے جو نشا کے حوالے سے اس کی
آنکھوں میں منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔
"کیا بات ہے بور ہو رہی ہو؟" اس نے گیدرنگ کا
خیال کیے بغیر اس کے ماتھے پر جھولتی لٹ کو چھوتے
ہوئے کہا۔ وہ اس کی اس حرکت پر جھینپ سی گئی تھی
پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔
"بور تو خیر میں بھی ہو رہا ہوں یار، لیکن ہمارے
اتنی جلدی اٹھ جانے پر شاید بھابی بدگمان ہوں۔ تھوڑی
دیر بعد چلتے ہیں۔" وہ شاید اسے بہلا رہا تھا۔ اس نے
بھی آہستگی سے سر ہلا کر گویا تائیدی انداز اختیار کیا
تھا۔ لیکن چند منٹوں بعد شاید وہ خود بھی رنگ و بو کی اس
نمائشی محفل سے اکتا گیا تھا۔ اس کا ہاتھ تھام کر وہ
بھابی سے معذرت کرتا ہوا اندر چلا آیا تھا۔ اس کے
اس [illegible] پر جہاں وہ جزبز ہوئی تھی وہیں نشا نے بھی
اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا تھا۔ بیڈ روم میں
آتے ہی وہ واش روم میں گھس گیا تھا اور وہ ڈریسنگ
ٹیبل کے سامنے آ بیٹھی تھی۔
"جس لمحے میں نے تمہارے لیے اپنے دل میں
محبت محسوس کی تھی اسی لمحے میں نے تم سے
دستبردار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ جورت کی پہلی

UrduKhota.com

رات ہی کے انداز اس کے کانوں میں گونجنے لگے تھے۔ وہ اپنے چہرے پر غازہ بکھیرتے ہوئے وہ چیز تلاش کرنے لگی تھی جو نشا سے بڑھ کر ہے۔ کچھ بھی تو نہیں ہونٹ، ناک، آنکھیں، رنگ سب کچھ عام سا ہی تو تھا۔ آئینے میں ابھرتا اپنا عکس آج پہلی بار اسے بدرو دکھائی دیا تھا۔

"ہی لو یو ایمن! ریئلی آئی ڈو۔" اس نے پلٹ کر مشرقی دیوار پر لگا جوت کا پورٹریٹ دیکھا تھا۔ کتنا خوبصورت تھا وہ پھر اس کی نظر بیڈ کی سائیڈ پر رکھے فریم پر پڑی۔ جوت نے مسکراتے ہوئے اپنے بازو اس کے شانے کے گرد لپیٹے ہوئے تھے آج پہلی بار اس نے اپنی جگہ نشا کو دیکھا۔ یقیناً "وہ کسی بھی صورت مسترد کرنے کے قابل نہیں تھی۔" جوت واش روم سے آتے ہی بیڈ پر گر گیا تھا جیسے بہت تھک گیا ہو۔ اسے کسی سوچ میں ڈوبے دیکھ کر جمائی روکتے ہوئے بولا۔

"سونے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟" وہ خاموشی سے اپنی جگہ پر آ بیٹھی چند ساعت بعد وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"جوت میں نے نشا کو دیکھا ہے۔" اپنے ناخنوں سے کھیلتے ہوئے اس کا لہجہ قدرے سپاٹ ہو گیا تھا۔

"تو؟" جوت نے ایک فلک شگاف قہقہہ بلند کیا تھا۔

"تو کیا وجہ تھی تمہاری اس خاموشی کی؟" اس نے اس کے بال بکھیرتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں اتنا زور زور سے ہنسنے کی کیا بات ہے؟" اپنی آنکھوں کو مخصوص انداز میں گھماتے ہوئے اس نے قدرے ناراضی سے کہا تھا۔ اس بار جوت اپنی ہنسی نہیں روک سکا تھا۔

"میں نے آج پہلی بار تمہیں جیلس ہوتے دیکھا ہے۔"

"ارے نہیں میں جیلس تو نہیں ہوں میں تو حیران ہوں۔ سنا تھا بہت خوبصورت ہے پھر..." لہجے میں کہتے ہوئے وہ اپنی بات مکمل بھی نہ کر پائی۔ وہ کس قسم کے احساسات سے دوچار تھی اس نے اسے وقتی طور پر ڈسٹرب کر کے رکھ دیا تھا۔

"ایمن، ادھر دیکھو میری طرف۔" جوت نے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

"آپ نے اس سے محبت کیوں نہیں کی؟" الجھن آمیز لہجے میں پوچھ رہی۔

"اس لیے کہ محبت کی نہیں جاتی بلکہ ہو جاتی ہے جیسے مجھے تم سے ہو گئی تھی۔ بے شک وہ بہت خوبصورت ہے مجھے بھی اس سے انکار ہوا بھی نہیں ہے۔ ایمن تم میں وہ سب کچھ ہے جو خوبصورتی سے بڑھ کے ہے۔ کیا میں نے تمہیں کبھی اپنی محبت میں کمی ہونے کا احساس دیا ہے جو تم اس قسم کی فضولیات سوچنے لگی ہو۔" جوت نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کر لیا تھا۔

"شاید تم میری اولین شب کی باتیں بھول گئی ہو۔ تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا یہ بھی کہ نشا میری منگیتر ہے اور یہ بھی بعد میں بھائی بھابھی کا کیا رویہ ہو گا۔ یاد تھا تو اس قدر کہ مجھے تمہیں پانا ہے اور پھر میں نے تمہیں پا بھی لیا۔ اور جہاں تک نشا کی بات ہے اس کے متعلق میرے جذبات ہمیشہ سرد رہے ہیں بالکل برف کی مانند۔" جوت نے اس کے معصوم چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ نشا کے حوالے سے اس کے ذہن میں بہت سے سوالات موجود تھے جو اسے دیکھنے کے بعد یقیناً اس کے لیے پریشانی کا موجب بنے تھے۔ اس کی اس نسوانی حس کا پیدا ہونا جوت کے لیے خوشگوار حیرت کا باعث بنی تھی۔ وہ اب بھی اضطراری انداز میں اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔

"لیکن جوت!"

"ایمن پلیز! مجھ سے اپنے علاوہ کسی اور کا تذکرہ نہ کیا کرو مجھے الجھن ہو رہی ہے۔" اس کی ہنوز موجودگی پر وہ زچ سا ہو گیا تھا پھر قدرے دھیمے لہجے میں بولا۔

"دیکھو ایمن! مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ نشا میرے بارے میں کس قسم کے جذبات رکھتی تھی۔"

رکھتی ہے؟ جیسی اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہو؟ وہ کتنی خوبصورت ہے؟ یہ سب باتیں فی الحال بے معنی ہیں۔ مجھے غرض ہے صرف تم سے۔ اس کے بعد کوئی بھی میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ البتہ جہاں تک بھائی بھابھی اور ثناء کا تعلق ہے ان کا میری زندگی میں الگ مقام ہے۔ ان کی جگہ نہ تو تم لے سکتی ہو اور نہ وہ تمہاری جگہ لے سکتے ہیں۔ تم سمجھ رہی ہو نا میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟" وہ سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ جووت کے تفصیلی جواب نے اس کے تمام خدشات مٹا ڈالے تھے اس نے مسکراتے ہوئے ہلکی سی اثبات میں سر ہلایا۔

"اب فوراً اپنا موڈ درست کرو ورنہ..."

جووت کے دھمکی آمیز لہجے پر وہ چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی تھی۔

"ورنہ کیا؟" وہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہیں جھانک سکی تھی۔

"ورنہ پھر میں اپنے طریقے سے تمہارا موڈ بحال کرنے کی کوشش کروں گا۔" وہ اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دباتا ہوا شرارتی لہجے سے گویا ہوا۔

"منہ دھو رکھیں۔" وہ فوراً اپنا ہاتھ چھڑا کر تیزی سے پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اس کے گھبرائے ہوئے انداز کو دیکھ کر وہ یکدم قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

آنگن اپنے مقررہ وقت پر بیدار ہو چکی تھی۔ نماز سے فراغت کے بعد وہ باہر لان میں چلی گئی تھی۔ یہ جرأت مندانہ اقدام بھی اس سے جووت کی موجودگی میں سرزد ہوتا تھا۔ "ورنہ" وہ اس کی غیر موجودگی میں اوپر ہی رہتی تھی۔

لان میں رات کی خنکی کے اثرات ابھی تک موجود تھے۔ کافی دیر تک وہ صبح کی نرم ہوا سے لطف اندوز ہوتی رہی... احساس ... میں ... تھا۔ کافی دیر بعد اسے اندر آنے کا خیال آیا تھا۔ جووت کے ... کے بعد رات کی

اضطراری کیفیت رفو چکر ہو چکی تھی۔ ایک عجیب اور سرشاری کی سی کیفیت میں وہ اوپر چلی آئی تھی۔ جووت بدستور اپنی رات کی ادھوری نیند پوری کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے الارم کلاک کی سمت نگاہ دوڑائی۔ صبح کے سات بج رہے تھے وہ شروع سے جلد اٹھنے کی عادی تھی جبکہ جووت ہمیشہ آفس جانے سے پندرہ منٹ پہلے اٹھتا تھا۔ ناشتہ بھی وہ خاصی عجلت میں کیا کرتا تھا۔ وہ راکنگ چیئر پر بیٹھ کر اس کے اٹھنے کا انتظار کرنے لگی تھی۔ جووت کی آنکھ کھلی تو وہ راکنگ چیئر پر جھول رہی تھی۔ چہرے پر بیزار کن تاثر نمایاں تھا۔

"سو جاؤ یار! آج آفس کی چھٹی ہے۔" وہ دوبارہ سر پر تکیہ رکھ کر لیٹ گیا تھا۔ وہ جو ابھی اس کے آفس جانے کے بعد متوقع بوریت کے بارے میں سوچ رہی تھی کسی حد تک پرسکون ہو گئی تھی۔ شادی سے پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ دوبارہ یونیورسٹی جوائن کرے گی مگر امی نے بڑے کڑے لہجے میں اسے اس سوچ سے باز رہنے کی تاکید کی تھی۔ امی کے لہجے میں پنہاں تفکرات کے احساس سے مغلوب ہو کر اس نے اپنے ذہن سے اس خیال کو جھٹک دیا تھا۔ مگر اب فراغت و بیزاری کی بوجھل احساس نے ایک بار پھر اس کے دل میں چھپی اس خواہش کو مہمیز کر دیا تھا اور پھر صرف ایک سال ہی کی تو بات تھی وہ جیسے امی کی تنبیہہ کو نظر انداز کرتے ہوئے خود کو دلاسا دے رہی تھی۔ اس احساس کے بیدار ہوتے ہی وہ فوراً اس کے قریب آ بیٹھی تھی۔

"جووت! اٹھیں میں نے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" اس کے لہجے میں بے چینی سی در آئی تھی۔

"ہاں میں سن رہا ہوں۔" وہ ہنوز منہ پر تکیہ رکھے ہوئے تھا۔ وہ ایک دم چڑ سی گئی تھی۔

"اٹھیں نا! بہت ضروری بات کرنی ہے۔" آنگن نے زبردستی اس کے چہرے سے تکیہ ہٹایا تھا۔ وہ مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا مگر پھر اس کے چہرے پر پھیلتے تذبذب نے اسے اٹھنے پر مجبور کر دیا تھا۔ پھر کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے اپنے ماتھے پر

بکھرے بالوں کو اپنے ہاتھوں سے سنوارا۔

"ہاں ہو تو اب کون سے مسئلے نے تمہیں پریشان کر دیا ہے۔" وہ تقریباً روتے ہوئے اسے رات والے سے بچھڑ رہا تھا۔ وہ ایک دم ہچکچاہٹ کا شکار ہو گئی تھی تاہم اپنے آپ کو پُر اعتماد ظاہر کرتے ہوئے وہ کسی نہ کسی طرح تو بولنے پر آمادہ کر پائی تھی۔

"جوریت ابھی... آپ کے جانے کے بعد بہت بور ہوتی ہوں، میں نے سوچا کہ میں دوبارہ سے یونیورسٹی جوائن کر لوں۔" اس نے نظر جھکاتے ہوئے بمشکل مکمل کی تھی۔ دوسری جانب جوریت کی بھی بات محسوس کرتے ہوئے وہ ایک دم اس کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی جو کسی بھی تاثر سے عاری چہرہ لیے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ مختلف سی ہو گئی تھی۔ جوریت کی خاموشی سے اسے مایوسی ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں اگر آپ نہیں چاہتے تو۔" وہ اپنی بات مکمل کیے بغیر اٹھنے لگی تو جوریت نے یکدم اس کا ہاتھ تھام کر دوبارہ بٹھا دیا تھا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

"مجھے اعتراض ہوتی ہوتا تو پھر بھی بہت اچھی لگتی ہو۔" اس کی اس بے موقع تعریف پر وہ جھینپ سی گئی تھی۔

"ایک شرط پر اجازت ملے گی۔" وہ ہنوز شوخی لیے ہوئے تھا۔

"مجھے ہر شرط منظور ہے۔" وہ بے تابی سے گویا ہوئی تو جوریت اس کے عجلت بھرے انداز پر مسکرایا تھا پھر چند ساعت بعد قدرے سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک ہے تم جوائن کر لو لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ میرے آفس سے آنے کے بعد کا تمام وقت صرف میرے لیے ہو گا سمجھ رہی ہو نا؟" وہ برابر اسے [illegible] میں [illegible] واضح طور پر اس کی محبت [illegible] جانب [illegible]

○ ○ ○

پھر تو جیسے اس کی روٹین ہی بن گئی تھی۔ جوریت اسے یونیورسٹی ڈراپ کر دیا کرتا تھا واپسی ڈرائیور کے ساتھ ہوتی۔ جوریت کی آفس سے واپسی کے بعد وہ پوری کوشش کرتی تھی کہ کتابوں سے حتی الامکان دور رہے اور اس کوشش میں وہ خاصی حد تک کامیاب بھی رہی تھی۔ بھابھی نے اس کے یونیورسٹی جانے پر خاصی ناک بھوں چڑھائی تھی تاہم زبان سے کچھ بھی کہنے سے احتراز برتا تھا اور اس کے لیے فی الحال یہ بھی بہت تھا کہ وہ کچھ بول نہیں رہی تھیں۔ لیکن جب وہ صبح جوریت کے ساتھ نکلتی تو ان کی نظریں دور تک اس کا تعاقب کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں۔ ان نظروں میں کیا کچھ نہیں ہوتا تھا۔

نفرت، حقارت، غصہ، وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ایسی نظروں کو برداشت کرنے پر مجبور تھی۔ ان کے رویے سے ایسا لگتا تھا جیسے جوریت نے اس سے نہیں بلکہ اس نے جوریت سے زبردستی شادی کی ہو۔ ان کا رویہ بالکل بھی ایک روایتی نند اور مجبور عورت کا نہیں تھا۔ جوریت اور اس کی شادی کو چھ ماہ ہو چکے تھے مگر ابھی تک ان کا ہر تیور، انداز اور رویہ جوں کا توں برقرار تھا۔ لیکن روز سے اب تک ان کے رویے میں بال برابر بھی بہتری پیدا نہ ہو سکی۔ نجانے جوریت کس امید کے سہارے اسے تسلیاں دیتا رہتا تھا۔ اور اس معاملے میں اس نے مکمل طور پر چپ سادھ رکھی تھی۔

آج اسے اپنا اسائنمنٹ جمع کروانا تھا جو رات بھر محنت کے باوجود ادھورا تھا۔ اسے مکمل کرنے کی وجہ سے وہ جوریت کے ساتھ نہیں گئی تھی اس کا ارادہ قدرے لیٹ سے جانے کا تھا۔ مسلسل دو گھنٹوں کی محنت سے وہ اسائنمنٹ مکمل کر چکی تھی۔ جانے کے ارادے سے وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ بیرونی دروازے سے لاؤنج تک کے راستے سے گزرنا پڑتا تھا۔ جس میں اسے بھابھی کی نظروں کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر وہاں کسی اجنبی کو بیٹھا پا کر وہ فوری طور پر پلٹنے لگی تھی مگر اس اجنبی کی آواز نے اس کے قدم

سائٹ کیے بیٹھے تھے۔ وہ ٹھٹک کر اس کی سمت دیکھنے لگی۔

"ہمک کیوں؟ مجھے جانے آنٹی سے ملنا ہے۔"

وہ اسے بڑی بے باکی سے گھور رہا تھا، لہجہ جتنا مہذب تھا آنکھیں اتنی ہی اس لہجے سے متضاد تھیں۔ ایمن کو اس کی نظروں سے الجھن ہونے لگی تھی جو مسلسل اس کے وجود پر گڑی جا رہی تھیں۔ پہلے تو اس کا جی چاہا کہ وہ اسے نظرانداز کر کے باہر نکل جائے مگر جانے کا خیال آتے ہی اسے اپنا ارادہ تبدیل کرنا پڑا۔ ان کا کوئی بھروسہ نہیں تھا کہ وہ اپنے رشتے داروں کو یوں نظرانداز کیے جانے پر کس قسم کا رویہ اختیار کرتیں۔ لہٰذا کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"آپ تشریف رکھیے میں دیکھتی ہوں۔" پھر فوراً باہر نکل گئی کوریڈور میں کھڑی ملازمہ سے اس نے جانے کے بارے میں استفسار کیا تھا اسے بھی ان کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔

"آپ ایسا کریں شام میں آ جائیں تب تک وہ گھر پر ہی ہوتی ہیں۔ چاہیں تو آپ انتظار کر سکتے ہیں۔" ایمن نے کھڑکی کی سمت دیکھتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"اوہ! مجھے تو ان سے بہت ضروری ملنا تھا۔" وہ نفاست سے سہلانے لگا پھر اپنی مخصوص کیفیت سے باہر نکلتے ہوئے بولا۔

"آپ..." انداز بالکل ایسا تھا جیسے تعارف حاصل کرنا چاہ رہا ہو۔ ایمن بھی اس کی خاموشی میں پنہاں مفہوم اخذ کر چکی تھی۔

"میں مسز جودت ہوں۔" اس نے مسز پر خاصا زور دیا تھا۔ اس کے اس انداز پر وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ [illegible] اس کی ہنسی پر وہ کتنی دیر تک [illegible] ہوتی رہی۔ [illegible] اسے مخاطب کرتے ہوئے [illegible] کے سلسلے میں [illegible]

[illegible] ہوں۔" وہ ایک دم اٹھ [illegible] قطعیت [illegible] سے [illegible] دروازے کی

جانب پلٹ پڑا جانے کس خیال کے تحت اس کی جانب بڑھا۔

"مجھے بے حد افسوس ہوا کہ آپ جودت کی مسز ہیں دراصل ہم دونوں کے مابین خاصے رقیبانہ تعلقات چلے آ رہے ہیں۔ شاید آپ تو جانتی ہوں گی آپ؟ وہ اب میری منگیتر ہے جو کسی زمانے میں جودت کی منگیتر ہوا کرتی تھی۔ اپنے شوہر پر گہری نظر رکھا کیجیے انہیں ابھی بھی کسی سے پہلی نظر کی محبت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا آپ کی قسمت پر خاصا افسوس ہو رہا ہے۔" پھر وہ زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا تھا شاید اسے بے ہنگم انداز میں ہنسنے کی عادت تھی۔ اس کے جاتے ہی اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا تھا بالکل ایسے جیسے ابھی ہی اسے سانس لینے کا موقع میسر ہوا ہو۔ وہ یکدم مڑی تو بھابھی کو اپنی جانب قہر آلود نظروں سے گھورتے پایا تھا۔ ان کی آنکھوں سے لپکتے واضح نفرت کے شرارے جیسے اسے بھسم کرنے لگے تھے اس کی گھبراہٹ میں چند اضافہ ہو گیا تھا۔

"تم... تمہیں جرات کیسے ہوئی کہ تم میرے ہی گھر میں میرے ہی بھتیجے کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کرو۔" وہ غضب ناک اور کڑے انداز میں اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھیں۔

"بھابھی میں..." "ٹھیک ہے" تیز لہجے نے جیسے اس کی قوت گویائی ہی سلب کر ڈالی تھی۔

"کیا جودت کو بے دام غلام بنا کر بھی تمہیں تسکین نہیں ملی جو اب شکیل پر بھی ڈورے ڈالنے چلی ہو۔" ان کے گھٹیا الفاظ پر تو جیسے وہ زمین میں گڑ سی گئی تھی۔

"میں تو اول روز سے ہی تمہاری اوقات سے واقف ہو گئی تھی۔ تم نے ہی جودت کو اپنی اداؤں سے [illegible] جودت بالکل بھی ایسا نہیں تھا اس سے میری کوئی بات نہیں ٹلتی تھی تمہاری وجہ سے تو وہ جیسے سب کچھ فراموش کر بیٹھا تھا۔"

"بھابھی آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔" وہ اپنے شرمناک

الزام سن کر جیسے پھٹ پڑی تھی۔
"کیوں چپ ہو جاؤں۔۔۔؟ تمہارا دیا کھاتی ہوں یا تم سے دبتی ہوں یا پھر تمہارے احسانوں کے بوجھ تلے دبی ہوں۔ میں تو جانتی تھی کہ ایک نہ ایک دن تمہارے کرتوت کھل کر سامنے آ ہی جائیں گے۔ گندگی نالی کا کیڑا کب تک پاک صاف ماحول میں رہ سکتا ہے۔ کبھی نہ کبھی تو اسے اپنی اوقات یاد آ ہی جاتی ہے۔"

ان کے اس زہر اگلتے لہجے پر وہ ایکدم رو پڑی تھی۔ ان کے انداز میں ایسی کاٹ تھی جس نے اسے اندر تک زخمی کر ڈالا تھا۔ اس کے اس طرح رونے پر قطعاً ترس نہیں آیا تھا۔ "یہ جو معصومیت چہرے پر طاری کیے رکھتی ہو نا اس سے جواد کو ہی رجھایا کرو کیونکہ انجانے میں ہی سہی وہ تمہارے اور تمہاری ماں کے کردار کو نظرانداز کیے بیٹھے ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ بدکرداری تو تمہاری گھٹی میں پڑی ہے۔ تمہاری ماں نے بھی تو تمہارے باپ کو اپنی اداؤں سے اپنے خاندان سے دور کروا لیا تھا۔ مگر میں اب یہ ڈرامے اپنے گھر میں برداشت نہیں کروں گی۔ تم دونوں ماں بیٹی کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ بہت برداشت کیا ہے میں نے تمہیں اپنے ہی گھر میں مالکوں کی طرح چلتے پھرتے۔" ایمن آنکھیں پھاڑے متحیر سی انہیں دیکھ رہی تھی جو اس کی ذات سے بے خبر کہے جا رہی تھیں۔

"تمہاری ماں نے بھی تمہارے باپ کو پورے خاندان سے کاٹ کر بھکاریوں کی سی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا تھا اور میں جانتی ہوں کہ تم بھی وہی کہانی دہرانا چاہو گی لیکن ایک طوائف کی بیٹی اپنی خاندانی حرکت سے کیسے باز آ سکتی ہے۔ بہت عرصہ بھی تو ہو گیا تھا شرافت سے رہتے ہوئے۔"

[illegible] تو میں احترام کے لفظ بھول بیٹھوں گی۔" جانے کتنی ہمت کرتے ہوئے وہ چیخی تھی۔ [illegible] اس کی برداشت کی آخری حد تھی۔ غصے اور اضطراب کی سی کیفیت میں اس کا پورا وجود لرز رہا تھا۔ مگر اس

کے اس انداز نے بھی بھابھی کے رویے میں لچک پیدا نہیں کی تھی بلکہ ان کے تیور مزید جارحانہ ہو گئے تھے۔
"تم ہوتی کون ہو مجھے خاموش کروانے والی؟ تم شاید اپنی اوقات بھول گئی ہو۔" وہ دوگنی آواز میں چیخی تھیں۔

"اگر کبھی میری غیر موجودگی میں بھابھی تمہیں کچھ کہیں، طعنہ دیں یا کسی بھی قسم کے الزامات عائد کریں تم پلٹ کر جواب مت دینا۔ تم وہ زبان استعمال مت کرنا جو وہ کریں۔ وہ تمہیں برا کہیں تم نظرانداز کر دینا۔" اولین روز کے کہے گئے جواد کے الفاظ اس کی سماعتوں پر کسی ہتھوڑے کی طرح برس رہے تھے۔ دانستہ اس نے اپنی سماعتیں بند کر لی تھیں۔ "نہیں جواد! بظاہر یہ سب کہنا بہت آسان ہے لیکن بہت سی باتیں سہہ جانا اتنا آسان نہیں جتنا کہ تم تصور کر رہے ہو۔ آج اگر میں خاموش ہو گئی تو آنے والا کل کم از کم میرے لیے اذیت آمیز ہو گا۔ تم تو میری خاموشی سے دوسرے بہت سے لوگوں کی نظروں میں سرخرو ہو جاؤ گے لیکن میں تو خود سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہوں گی۔" محض ایک لمحہ لگا تھا اسے موجودہ ایمن سے ایک نئی ایمن بننے میں۔ بس ایک لمحہ کا کھیل تھا۔ وہ ایمن جو بظاہر ڈرپوک تھی لیکن اب اس کی جگہ ایک ایسی نئی ایمن نے لے لی تھی جس کی ماں کو گالی دی گئی تھی اور جس کے کردار کو اپنی جانب سے داغدار کر کے اپنے مفاد کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا۔

"اگر ایک لفظ بھی مزید آپ نے میری ماں کے متعلق کہا تو پھر جو ہو گا اس کی ذمہ دار آپ خود ہوں گی۔" سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے انہیں کڑی نظروں سے گھورا تھا۔ بھابھی کے لیے اس کا یہ نیا روپ ناقابل برداشت تھا۔ وہ ایک بار پھر بلند آواز میں گویا ہوئی تھیں۔

"میں تم سے ڈرتی ہوں۔ سچ ہمیشہ یونہی کڑوا لگتا ہے۔ لو نہ ایک طوائف کی اولاد ہوتے ہوئے اتنی اکڑ۔ تمہاری ماں کل بھی طوائف تھی اور آج بھی۔ بھلا طوائفوں کی فطرت بھی کبھی بدلی ہے۔"

کے لیے میں تحفہ تشکر ورنہ آیا تھا۔ ایمن ان سے بھی بلند آواز میں گویا ہوئی۔

"میری ماں جیسی بھی تھیں، کم از کم تم سے زیادہ باکردار، پاکیزہ اور مقدس ہیں۔ وہ تمہاری طرح بے ہودہ کپڑے پہن کر خود کو غیر مردوں میں نمایاں نہیں کرتی تھیں۔ ان کی آواز بھی کسی غیر مرد نے نہیں سنی۔ ان کا چہرہ پاپا جان کے علاوہ کسی اور نے نہیں دیکھا۔ انہوں نے کبھی بھی تمہاری طرح کسی پر شرمناک الزامات عائد نہیں کیے۔"

آپ سے "تم" پر آتے ہوئے اسے کسی سوچ بچار کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ ایمن کی اس جرات مندی نے انہیں حیران کر ڈالا تھا۔

"تم... تم نے مجھے بدکردار کہا؟" لکنت آمیز لہجے میں کہتے ہوئے ان کے انداز بے یقینی کی سی کیفیت سے دوچار تھے۔

"ہاں میں نے ایسا کہا۔ کیونکہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں عزت کبھی راس نہیں آتی۔" کہتے ہوئے وہ بڑی تیزی سے لاؤنج سے باہر نکل گئی تھی۔ غیظ و غضب کی اس کیفیت نے اسے ہر اندیشے سے بے نیاز کر دیا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کا پورا وجود کسی آتش گیر مادے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اسی آتش کی حدت سے اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔

☆ ☆

یونیورسٹی میں بجائے اسائنمنٹ جمع کروانے کے وہ لائبریری میں آ بیٹھی تھی۔ اپنے علاوہ ہر کوئی اسے پڑھائی حرکت میں مصروف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی جو اتنے بہت سے لوگوں کے بیچ تنہا بیٹھی تھی۔ بھابھی کے سامنے جس جرات کا مظاہرہ کیا تھا، اس مقام پر اس کا ساتھ بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ بھابھی کی آواز کی بازگشت اب بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس کی آنکھیں لبریز ہوتی گئی تھیں۔ آنسو ایک تواتر سے اس کے گالوں پر بہنے لگے تھے۔ اپنے آنسوؤں کو روکنے کی اس نے ایک بھرپور سعی کی تھی مگر شاید آج سب کچھ اس کے بس سے باہر تھا۔ ہر اختیار ختم تھا۔

بھابھی نے اس کی انا، خودداری پر ایک ایسا گھاؤ ثبت کیا تھا جس کی اذیت وہ اپنی روح تک بھی محسوس کر رہی تھی۔ اسے اب پتا چلا تھا کہ قیامت کی ساعتیں کسے کہتے ہیں۔ وہ شکست خوردہ سی بیٹھی اپنے ریزہ ریزہ ہوئے وجود کو سمیٹنے کی سعی میں مصروف تھی۔ لائبریری میں اسٹوڈنٹس نہ ہونے کے برابر تھے، جس کی وجہ سے اس طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے پر کوئی بھی متوجہ نہیں ہوا تھا۔ نجانے کتنی ساعتوں بعد اسے وقت کے سرعت سے گزرنے کا احساس ہوا تھا۔ اس احساس کے بیدار ہوتے ہی اس کے اعصاب پر ایک بوجھ آ پڑا تھا۔ بغیر اسائنمنٹ جمع کروائے وہ بڑی عجلت میں گھر پہنچی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس واقعہ کو جودت بھابھی کی نظر سے دیکھے۔ مگر پورچ میں جودت کی گاڑی پر نظر پڑتے ہی اسے غیر معمولی احساسات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں۔ نجانے خدشوں کے تحت وہ لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ پیا، سر بھائی، بھابھی اور رانیہ کے بیچ جودت سنجیدہ صورت لیے۔ جودت یقیناً اسی کے منتظر تھے۔ ایمن پر نظر پڑتے ہی بھابھی نے نخوت سے چہرہ دوسری جانب موڑ لیا تھا۔

"آپ اتنی جلدی آ گئے؟" جودت کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے اپنی تمام تر توانائی آواز کو فریش کرنے میں صرف کر دی تھی مگر دوسری جانب اس کے وجود میں کوئی جنبش نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہنوز سپاٹ چہرہ لیے نجانے کس نقطے کی جانب متوجہ تھا۔ اس کے اس انداز پر ایمن کو شدید ہتک کا احساس ہوا تھا۔ چند ساعت جودت کے سپاٹ چہرے کو جانچنے کے بعد وہ زینے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جودت بھابھی کے سامنے اس سے کسی بھی قسم کی بازپرس کرے۔ البتہ بیڈ روم میں جا کر وہ اسے سب کچھ بتانا چاہتی تھی مگر اس کے بڑھتے قدم ابھرتی جودت کی آواز

سن کر ساکت ہو گئے تھے۔

"آج صبح تم نے بھابھی کو کیا کہا تھا؟" مہوت کے چہرے کے تاثرات اس کے لیے ناقابل فہم تھے۔

"میں نے...؟" اس نے حیرت سے بھابھی کی [illegible] مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔

"جی! آپ نے۔" مہوت کا طنز میں ڈوبا لہجہ اسے انجان سے خدشات میں مبتلا کرنے کے لیے کافی تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو لاپروائی کے رخ ہوئے اپنے ماتھے سے [illegible] مخصوص انداز اس کی اندرونی خلفشار کی نشاندہی کر رہا تھا۔

"میں نے انہیں کچھ نہیں کہا بلکہ..."

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم مجھ سے غلط بیانی کرو گی۔" مہوت نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے متاسف لہجے میں کہا پھر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"کیا تم نے انہیں بدکردار نہیں کہا؟" مہوت کا یہ انداز اسے کسی دھچکے کی طرح لگا تھا۔ کتنی ہی دیر اس نے خود کو کسی بھی ردعمل سے باز رکھا تھا۔

"تم نے انہیں کہا کہ یہ بے ہودہ ڈریسز پہن کر بازاروں میں ترغیب بن کر پھرتی ہیں۔ تم نے کہا کہ یہ خود کو غیر مردوں کے درمیان فخر سے نمایاں کرتی ہیں۔"

"مہوت!" اسے اپنے حلق میں کوئی گولہ سا اٹکتا محسوس ہوا تھا۔

"لیکن میں کسی بھی قسم کی وضاحت نہیں چاہتا، میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ یہ سب تم نے بھابھی کو کہا ہے یا نہیں؟" وہ اپنی نظروں کی گرفت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

[illegible] اور جو کچھ بھی میں نے کہا غلط نہیں تھا۔" مہوت کے [illegible] مہوت [illegible] اس کی [illegible] تاثر دکھائی [illegible] اس کے لیے ناقابل قبول تھا۔

"لیکن مہوت! انہوں نے مجھ تو..." مہوت نے اس کی پوری بات نہیں سنی تھی وہ اشتعال انگیز لہجے میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"بھابھی نے بھی تمہیں جو کچھ کہا وہ بھی غلط نہیں تھا۔ تم ہو ہی اسی قابل۔ تم نے... [illegible] میرے [illegible] کو چکنا چور کیا ہے، میرے جذبوں کو پامال کیا ہے، میرے پیار کو تمہیں [illegible] لگا ہے کیا ہے۔ لیکن میں ہو تم اس سے [illegible] کر رہی تھیں اگر یہ بات بھابھی کو ناگوار گزری ہے تو یہ بات بری بھی ہے۔ مجھ سے آج تک تم اس انداز میں بھی مخاطب نہیں ہوئیں۔ میرے اظہار محبت کے جواب میں تم نے ہمیشہ ایک تکلف مانع رکھا تھا، تمہارا رویہ جائز تھا لیکن اب میرے لیے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ نہیں اکن! تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ میں نجانے تم سے بہت سی امیدیں وابستہ کیے کیوں بیٹھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ میری شادی کی وجہ سے جو جمود اس گھر کے مکینوں کے رویوں پر طاری سا ہو گیا ہے تم اس جمود کو توڑنے میں میری مدد کرو گی۔ مگر تم نے میری تمام امیدوں پر پانی سا پھیر دیا ہے۔

کیا نہیں کیا میں نے تمہاری خاطر، صرف تمہیں پانے کے لیے بھائی اور بھابھی کو ہرٹ کیا، بھابھی سے بدتمیزی کی تمہارے حصول کی خاطر ماں کو چھوڑا۔ تمہارا ساتھ پانے کے لیے خود کو صرف تم تک محدود کر دیا اور جواب میں تم نے میرا اعتماد، میرا اختیار سب کچھ فنا کر دیا۔ بولو کیوں کیا تم نے یہ سب کچھ نہیں دیا میں نے تمہیں وقت پہ [illegible] تم کو اس کے علاوہ تم کیا چاہتی تھیں جو میں تمہیں نہیں دے سکا؟ تمہیں سوچنے کی ضرورت نہیں کچھ تنگ میں نے ہر چیز تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دی تھی اور بدلے میں [illegible] کہ تم بھابھی کے سامنے زبان مت چلاؤ مگر تم نے..."

مارے اشتعال کے اس کا چہرہ سرخی مائل ہو گیا تھا وہ مسلسل لاؤنج میں ٹہل رہا تھا ان [illegible] خاموش تماشائیوں کے درمیان مہوت بھی اسے اجنبی [illegible]

دکھائی دے رہا تھا۔

"میں غصے کا بہت تیز ہوں، میری کیفیت بالکل پاگلوں جیسی ہو جاتی ہے اس لیے اگر کبھی مجھے غصہ آئے تو تم ادھر ادھر ہو جانا کیونکہ غصے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" اولین شب جودت کے یہ الفاظ محض اسے مذاق لگے تھے مگر آج اس کا یہ انداز دیکھ کر اسے دکھ ہوا تھا تاہم اس کے کہنے کے مطابق وہ ایک بار پھر زینے کی جانب بڑھی تھی۔ مگر زہر میں بجھے الفاظ نے ایک بار پھر اس کے بڑھتے قدم ساکت کر ڈالے تھے۔

"میں تمہارے سامنے بکواس کر رہا ہوں جو تم مجھے یوں نظر انداز کر کے جا رہی ہو؟" وہ ایک دم خونخوار دکھائی دینے لگا تھا۔ ایمن کو اس کے اس انداز پر جھٹکا لگا تھا۔ [illegible] سے وہ اس کی عزت نفس پر حملہ کر رہا تھا یہاں تک اس کے کردار تک پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔ وہ خاموش رہی محض اس بنا پر کہ غصے میں تھا شاید تھوڑی دیر بعد وہ اپنے غصے پر قابو پا کر ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچتا اس امید کے سہارے وہ نجانے کتنی دیر تک اپنی بے عزتی کرواتی رہی وہ بھی اس عورت کے سامنے جسے عورت کہنا بھی اس کے سامنے نسوانیت کی توہین تھی۔ اب اپنے دفاع میں ایک لفظ بھی نہ بولنا محض اپنے ساتھ ظلم کرنے کے مترادف تھا اور وہ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی۔ جس محبت کا وہ دعویدار تھا شاید اس نے کسی لبادے کی طرح اوڑھ رکھی تھی جسے اتار پھینکنے میں اس نے محض لمحات صرف کیے تھے [illegible] لمحوں کے کھیل میں اس کا غرور بھی مٹی میں مل گیا تھا [illegible] کے رنگ پھیکے پڑ گئے تھے۔

"کہتے ہیں ازدواجی زندگی کی بنیاد اعتماد پر رکھی جاتی ہے لیکن شاید ہمارے رشتے میں اعتماد کہیں بھی [illegible] جہاں فریقین ایک دوسرے کو برابری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آج میں جان گئی ہوں کہ تم مجھ سے صرف محبت کرتے رہے ہو وہ محبت جس میں غرور اور تمہارے لیے انا تھی

تک محدود تھی لیکن درحقیقت میں تمہاری نظر میں کمتر تھی۔"

"میں اس وقت فضول گفتگو کے موڈ میں نہیں ہوں اور۔۔۔" جس تیزی سے اس نے ایمن کی بات کاٹی تھی اسی سرعت سے ایمن نے بھی جوابی کارروائی کی تھی البتہ اس کا لہجہ بدستور دھیما تھا۔

"فضول گفتگو۔ لیکن تمہیں اب یہ سننا پڑے گی کیونکہ بات تم نے شروع کی ہے اور میرا خیال ہے بات ختم بھی ہونا چاہیے۔

"جس عورت نے تم پر جو بھی احسانات کیے ہیں۔" اس نے رشنا بی بی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان کی بوجھ تلے تم دبے ہو میں نہیں اس لیے ان کے ساتھ اپنا رویہ ہموار رکھنے کی مجھے قطعی ضرورت نہیں۔ البتہ تمہارے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی شاید اس میں بھی تمہاری کوئی مجبوری ہو کہ تم ان کے بارے میں کوئی بھی غلط لفظ نہیں سن سکتے چاہے حقیقتاً" وہ غلط ہو۔ "لیکن جودت! میری نظر میں ہر رشتہ برابری کا متقاضی ہے تم ان کے خلاف ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتے اور مجھ سے امید کہ میں اپنے اور اپنی ماں کے حوالے سے توہین آمیز کلمات خاموشی سے سن لوں اور اس بات پر قناعت کرتی رہوں کہ تم نے مجھ سے شادی کی ہے اور یہ ایک ایسا احسان ہے جو کم از کم تمہارے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا۔" آخر میں اس کا لہجہ طنزیہ انداز اختیار کر گیا تھا۔ جودت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ جس اعتماد سے بول رہی تھی وہ جودت کے لیے ناقابل یقین تھا۔ ایمن کا طرز تخاطب اس کے لیے حیران کن تھا۔

"ہاں مجھے قبول ہے کہ میں نے انھیں بدکردار کہا لیکن میں نے جو کہا وہ رد عمل تھا ان ہی کے عمل کا لیکن میں جانتی ہوں کہ تمہیں میری باتوں کا یقین نہیں آئے گا اگر تمہیں مجھ پر تھوڑا سا بھی یقین ہوتا تو تم یہ نہ کرتے۔ مجھ سے یہ قدم میں گریز ہوتے انتہائی اقدام نہ لگتے۔"

"لیکن مجھے اب بھی یقین نہیں ہے کہ تم مجھ سے

لہجے میں بات کرو گی؟" وہ الجھن آمیز لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میرے حوالے سے اتنی شرمناک باتیں کرتے ہوئے تمہیں مجھ سے کس قسم کی توقعات رکھنی چاہئیں تھیں۔" وہ زہرخند بولی تھی۔ جووت کا چہرہ اس کے سرخی مائل ہو گیا تھا۔ بھائی اور بھابھی کے انداز پر سامنے اسے شدید خجالت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

"تمیز سے بات کرو۔" وہ یکدم مشتعل نظر آنے لگا تھا مگر وہ اس کے کسی بھی انداز سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔

"کیا تم مجھ سے تمیز سے بات کر رہے ہو۔" وہ تیکھے لہجے میں کہتی ہوئی جووت کو کسی دوسری دنیا کی مخلوق لگ رہی تھی۔ قطعی مختلف اور بدلی ہوئی۔

"ایسا کیا کہا تھا بھابھی نے تمہیں؟" جووت کا لہجہ بھی برفیلا ہو گیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس اتنا کہ میری ماں ابھی ایک طوائف ہے اور یہ کہ میں اس شریفانہ ماحول میں رہنے کے قابل نہیں۔"

"تو کیا غلط کہا؟" جووت کے قطعی سپاٹ مگر اجنبی لہجے پر وہ چیخ اٹھی تھی۔

"جووت!"

"چلاؤ مت۔ میں تو سمجھا تھا کہ بھابھی نے تمہارے بارے میں جو کچھ کہا وہ مبالغہ آرائی ہے۔ مگر اب سمجھ میں آئی کہ میں ہی اندھی محبت میں اندھا ہو گیا تھا۔ آج میں جان پایا کہ بھابھی نے مجھے تم سے شادی کرنے سے کیوں روکا تھا۔ وہ شاید جانتی تھیں ایک میں ہی تھا جو تمہاری اوقات سے بے خبر تھا۔"

"چلو آج ہمیں ایک دوسرے کی اوقات کا علم تو ہو گیا ورنہ شاید [illegible] سے جووت کے [illegible] سے اس وقت وہ الفاظ نکل رہے تھے وہ بھابھی کے تھے اصل حقیقت

اور واقعہ کیا ہے؟" وہ صرف بھابھی کے بیان سے سوچ رہا تھا۔

"اتنی بکواس مت کرو کہ میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے۔"

"لیکن مجھے تعجب نہیں ہوگا بلکہ میں یہی سمجھتی تھی کہ تم مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ گے لیکن اپنی زبان استعمال نہ کرتے شاید تمہارے ہاتھ کی تکلیف میں سہہ جاتی مگر جو کچھ تمہاری زبان نے میری انا پر ثبت کیے ہیں میں انہیں بھول نہیں سکتی۔" پہنچانے کو نجانے کون سی ان دیکھی جرات اس میں پیدا ہو گئی تھی کہ وہ کسی بھی خوف سے بے پروا بولے گئی۔

"غلط پہچانا تھا میں نے تمہیں۔" وہ اپنی کنپٹی کو دونوں ہاتھوں سے دباتے ہوئے بے بسی سے گویا ہوا۔

"ٹھیک کہا تم نے، تم نے مجھے پہچاننے میں واقعی غلطی کی ہے۔ میں اگر کم گو تھی تو اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میں بے حس بھی ہوں اور بے غیرت بھی۔ میں بھی تمہارے ہی خاندان کا خون ہوں اور جہاں تک میری پہچان ہے وہ بھی تمہارے معاملے میں غلط ثابت ہوئی ہے میں تو سمجھی تھی کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو مگر نہیں، محبت تم جیسا شخص نہیں کر سکتا۔" اس کے رعایت لیے لہجے میں ایسا کچھ ضرور تھا جس نے جووت کے ضبط پر کڑی ضرب ثبت کی تھی اور وہ اپنی بلند ہوتی آواز پر قابو نہیں کر سکا تھا۔

"ہاں میں تم سے محبت نہیں کرتا، نفرت کرنے لگا ہوں میں تم سے بھابھی نے مجھے تمہاری ماں کے بارے میں بہت کچھ بتایا تھا مگر میں۔ ان کی کوئی بات خاطر میں نہیں لایا تھا اگر اس وقت میں اس حقیقت پر دھیان دیتا شاید آج میں اس اعصابی کشیدگی کا شکار نہ ہوتا۔ بھلا کبھی کتے اور طوائف کی فطرت تبدیل ہوئی ہے؟ طوائف کی اولاد ہمیشہ کتا ہوتی ہے اور طوائف کی طوائف۔" وہ زبان سے کی گئی گفتگو اسے بھولی اور بھابھی کے سامنے خجالت اور خفت میں جلا کر گئی تھی اور اسی خجالت کو مٹانے کی خاطر اس نے زبان کا سہارا لیا تھا جو کم ظرفوں کا شیوہ تھا اس کی

مقصد بھائی اور بھابھی کے سامنے اپنے کردار کو بلند کرنا تھا جو ایمن کی زبان سے اس کی نظر میں کافی نیچے گر گیا تھا۔

"میں کبھی بھی اپنی ضد کی تکمیل کے بعد نہیں پچھتایا مگر آج میں کہوں گا کہ تم نے مجھے پچھتاووں میں دھکیل دیا ہے۔ نفرت کرنے لگا ہوں میں آپ سے۔" وہ اس کی درماندہ کیفیت سے بے خبر کہے جا رہا تھا۔ ایمن کو لگا تھا جیسے اس کے منہ سے الفاظ کی جگہ انگارے برس رہے ہوں۔ اسے اپنا پور پور سلگتا محسوس ہوا تھا۔

"محبتیں یوں بھی بدل جاتی ہیں۔" اس نے کبھی نہ سوچا تھا۔ چند الفاظ سے تعمیر کیا گیا محبت کا یہ گھروندہ الفاظ کی لہر سے ہی بہہ گیا تھا۔ تمام احساسات پر حاوی محبت کی برف نفرت کے اس تازہ اظہار پر پگھل چکی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

"مسٹر جودت رحمان! تم تو اس قابل بھی نہیں ہو کہ تم سے اپنی نفرت کا اظہار کیا جائے۔ لیکن میں پھر بھی تمہاری احسان مند ہوں کہ آج مجھے تمہاری معنوی محبت سے نجات مل گئی۔ سچ اور جھوٹ محبت اور نفرت میں فرق کرنے کی صلاحیت شاید جانوروں میں بھی ہو مگر تم شاید..."

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ!" جودت نے پوری قوت سے اپنا دایاں ہاتھ ایمن کے گال پر ثبت کر دیا تھا۔ طمانچہ اس قدر زوردار تھا کہ وہ فرش پر جا گری تھی۔ یاسر بھائی ایک دم اٹھ کھڑے ہوئے جو کافی دیر سے بھابھی کی منع کرتی نگاہوں کے زیر اثر خاموشی سے دونوں کی فضول کی گفتگو سننے پر مجبور تھے۔ جودت کے اس انداز پر وہ بھڑک اٹھے تھے۔ جودت [illegible] بے حد کھلا تھا۔

"جودت! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ تمہاری بیوی ہے تمہیں اس کے ساتھ اس قسم کا رویہ رکھنے کی اجازت میں ہرگز تمہیں نہیں دوں گا۔"

انہوں نے جودت کو دونوں شانوں سے تھامتے ہوئے بلند لہجے میں کہا تھا۔ مگر شاید جودت ہوش و خرد کی منزل سے خاصا دور تھا۔

"میں آج ہی اس رشتے کو ختم کرتا ہوں۔ جس نے میرا سکون برباد کر دیا ہے ایک پل بھی میں نے طمانیت بھرا سانس نہیں لیا۔ روز ایک نئی ٹینشن میں اب اس رشتے کو افورڈ نہیں کر سکتا۔ میں ایک نارمل زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ سکون سے رہنا چاہتا ہوں۔ اب اس رشتے کی کوئی گنجائش نہیں۔" اس نے یاسر بھائی کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے بلند آواز میں کہا تھا۔

"جودت! پاگل ہو گئے ہو۔"

"ہاں! میں پاگل ہو گیا ہوں۔" اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا تھا" معاً ایمن کی جانب مڑتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ایمن! میں تمہیں بقائمی ہوش و حواس طلاق دیتا ہوں۔"

ایمن فرش پر پڑی ہوئی اپنے گال پر ہاتھ رکھے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"جودت! تم پاگل ہو گئے ہو دیکھو سب ٹھیک ہو جائے گا تم اپنے کمرے میں چلو" یاسر بھائی اسے اوپر لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔" بھابھی بالکل ایک تماشائی کی طرح تیسری طلاق کی منتظر تھیں ان کے چہرے پر کسی بھی قسم کے پریشان کن تاثرات نہیں تھے بلکہ وہ صحیح معنوں میں اس صورت حال سے حظ اٹھا رہی تھیں۔ یاسر بھائی کسی شاک کے زیر اثر جودت کو دیکھ رہے تھے جو ان کے قابو سے باہر تھا۔

"میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔" ایک سکوت نے تمام افراد کو اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔ طوفان گزر چکا تھا اور اس کے اثرات بھابھی کے علاوہ سب کے چہروں پر واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔ جودت اپنا سر گرائے کنپٹی دبانے لگا تھا جبکہ وہ اپنے رخسار پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ایک لمحے کو تو اسے ایسا لگا جیسے پوری کائنات ہل گئی ہو۔ چند ساعت بعد اسے احساس ہوا تھا کہ اس کے نام کے ساتھ جڑا جودت نام اب مٹ چکا تھا اب وہ اس

لے قفس اجنبی تھا اس نے ... اپنا دوپٹہ اتار کر اپنے شانوں پر پھیلایا۔ جھک کر جوتے کا اسٹرپ بند کیا جو فرش پر گرنے کی وجہ سے کھل گیا تھا۔ پھر چھوٹے قدم اٹھاتی چلتی دروازے تک آئی جو نہی ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہی اس کی نظر اپنے ہاتھ پڑے بریسلٹ پر پڑی تھی جو لمبی شب جوت نے خود اپنے ہاتھ سے پہنایا تھا اس کے بعد ایک بار بھی اس نے اسے نہیں اتارا تھا۔ اس نے آہستگی سے بریسلٹ اتار کر اسے جوت کی طرف کرتے ہوئے بولی۔

"یہاں سے صرف ایک تحفہ کا بوجھ لے کر جا رہی ہوں۔" اور پھر خاموشی سے باہر نکل گئی۔ جوت کو ایسا لگا جیسے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی ہو۔

☼ ☼

"مجھے یقین تھا کہ آج تم ضرور آؤ گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے اسے گلے لگایا تھا۔ وہ ایک ٹک کرن کی طرف دیکھے گئی تھی۔

"کہیں یہ مجھ پر بیتی قیامت سے واقف تو نہیں ہو گئیں۔"

مگر وہاں تو مکمل سکون تھا جو ان کی بے خبری کی جانب واضح اشارہ تھا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" اس نے نظریں چراتے ہوئے اس نے اپنی سوچ کو الفاظ کا جامہ پہناتے ہوئے ان سے دریافت کیا۔

"آج تمہارے پاپا کی برسی ہے۔ میں نے سوچا کہ تم ضرور آؤ گی۔" انہوں نے افسردگی سے کہتے ہوئے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

"امی میں اپنے کمرے میں ہوں۔" بدستور جھکے سر کے ساتھ وہ ان سے مخاطب تھی۔

"ٹھیک ہے بیٹے تم آرام کرو پھر تو تھوڑی دیر بعد ..." انہوں نے اس کے شانے پر تھپکی دی اور پھر کچن میں چلی گئیں۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد بھی شاید اپنے ہاتھ

سے اس کے کمرے کی منتقل کر چکا تھا۔ ... سب کچھ اسی قرینے سے رکھی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔

"آکسن! ابھی بھولے سے بھی یہ خیال اپنے ذہن میں مت لانا کہ تم مجھ سے جدا ہو جاؤ گی۔ اس سے آگے مجھ سے کچھ سوچا ہی نہیں جاتا۔" ایک دن باتوں ہی کے دوران جب وہ بھابھی کے سرد روپ اور اپنے دل میں سر ابھارتے خدشات کی بدولت ... دل ... کے بارے میں اس کے خیالات جاننا چاہ رہی تھی تب جوت کتنی شدت محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا تھا۔

"تم اندازہ نہیں کر سکتیں کہ تم میرے لیے کیا بن چکی ہو۔ تم میری روح تک میں بس چکی ہو۔" اس کا وجود اس کی زندگی سے نکل چکا تھا مگر آواز مسلسل بازگشت کرتی اس کی سماعتوں پر کوڑے برسا رہی تھی۔

"تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ میں تم سے کس قدر محبت کرتا ہوں۔"

"میں نے زندگی میں کبھی محبت نہیں کی مگر آج تمہیں بتاتا ہوں کہ میں تم سے شدید محبت کرنے لگا ہوں ... رہی ہو نا آکسن! صرف تم سے صرف تم سے۔"

"جب ... چوٹ لگی تھی تو اس لمحے مجھے ایسے لگا تھا جیسے تکلیف مجھے ہو رہی ہو۔"

یکدم اس کا ہاتھ اپنے رخسار پر چلا گیا تھا۔ جہاں ابھی بھی اسے ایک دہکتی ہوئی آگ کی تپش محسوس ہو رہی تھی۔ یکدم اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں جس اعتماد اور جرأت مندی سے وہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی یہاں اس مقام پر لا کے اپنا آپ شکستگی کے احساس سے چور چور محسوس ہوا تھا۔ کمرے میں کسی کی آنے کی آہٹ محسوس کر کے اس نے ... اپنے چہرے کو دوپٹے سے صاف کیا تھا۔

"... رہی ہو؟" امی کی متفکر آواز بالکل قریب سے ابھری۔ جواب میں اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں میں اترتی نمی کو دوپٹے میں جذب کیا تھا۔

"روتے نہیں ... تمہارے پاپا کو تکلیف

UrduPhoto.com

ہوگی۔" اس کی آنکھوں میں آنسو ان کے لیے محض
ایک ہی وجہ کے ماتحت تھے وہ جانتی تھیں کہ وہ اپنے
باپ سے بہت محبت کرتی تھی شاید ان سے بھی زیادہ
اگرچہ جب ان کی وفات ہوئی تو وہ [illegible] سال کی
تھی اور پھر دس سال گزرنے کے باوجود انہیں یوں لگتا
تھا جیسے احسان اس کے بہت قریب ہوں۔ ان کے مرنے
کے باوجود وہ ان کی ہر ناپسند اور پسند کا خیال رکھتی
تھی۔ اس کی شادی سے پہلے تک گھر میں وہی چیزیں
پکتی تھیں جو احسان کو پسند تھیں اور اگر کبھی بھولے
سے بھی وہ کوئی ایسی ڈش بنالیتی تھیں جو احسان کو ناپسند
ہوتی تو اس روز وہ کھانا نہیں کھاتی تھی۔ وہ ہر چہرے
میں اپنے باپ کے نقوش تلاشتی، ہر لہجے میں اپنے
باپ کی طرح محبت ڈھونڈتی۔ تبھی اس کے اس
طرح رونے کو انہوں نے اسی محبت کے رد عمل پر
محمول کیا تھا۔

"تم منہ ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں آجاؤ، ایک
تو سپارہ پڑھ لو اس طرح ان کی روح کو سکون ملے
گا۔" وہ خاموشی سے اٹھ کر باہر چلی گئی تھیں۔

"پاپا آپ اتنی جلدی کیوں چلے گئے؟ اگر آج آپ
ہوتے تو جوت مجھے ایسا نہ کہتا۔ اس نے اندر تک ختم
کردیا ہے مجھے۔" آنسو ایک بار پھر تواتر سے اس کے
رخساروں پر بہنے لگے۔ اندر ایسی توڑ پھوڑ ہورہی تھی
کہ اس کا تمام وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔ باہر سے
خواتین کی قرآن شریف پڑھنے کی [illegible] آوازیں
اس کے کانوں میں پڑ رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے وضو
کرکے باہر آگئی۔ سیپارہ پڑھتے ہوئے بھی اس کی
آنکھوں میں آنسو گر رہے تھے سامنے لکھے الفاظ
بھی دھند میں [illegible] تھے [illegible] ایک سیپارہ
پڑھ کر وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

"کیا جوت لینے آئے گا؟" خواتین کے جاتے ہی
[illegible] کے قریب آ بیٹھیں تو اس نے آہستگی
سے پوچھا۔

"ہاں [illegible] کل چلی جانا ویسے ہی ہم تمہارے
لیے [illegible] رہے تھے۔" اس نے گردن جھکالی

تھی۔

"کل تمہارے تایا کا فون آیا تھا تمہارے بارے
میں پوچھ رہے تھے کہ تم ٹھیک ہو یا نہیں۔" بات سے بات
نکالنے کی خاطر انہوں نے قصداً تایا جان کا ذکر کیا
تھا۔ وہ خاموش رہی۔

"صائمہ کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے؟" اپنی
دانست میں انہوں نے اس کی اس خاموشی کو صائمہ
کے رویے کا رد عمل گردانا تھا۔ وہ مزید سر جھکا گئی
خاموشی بدستور برقرار تھی۔ وہ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے
بولیں۔

"بیٹا ہم جانتے ہیں کہ ان کے دل میں اپنا مقام پیدا
کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ
بھی جانتے ہیں کہ سب ناممکن نہیں ہے۔ مجھے یقین
ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ حالات میں بہتری
آجائے گی تمہیں اپنا دل بڑا کرنا ہوگا۔" اس کی
مسلسل خاموشی انہیں غیر معمولی لگ رہی تھی۔ مگر پھر
کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر اس کی
خاموشی توڑنے کی سعی کی تھی۔

"جوت بتا رہا تھا کہ تم نے یونیورسٹی پھر سے جوائن
کرلی ہے۔" انہیں اس کا بولنا مقصود تھا مگر ایک چیز
چپ اب بھی اس کے لبوں پر چسپاں تھی۔ معاً وہ
ایک دم اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "تم آرام کرو صبح بات ہوگی
ویسے بھی تم مجھے کافی تھکی ہوئی دکھائی دے رہی ہو۔"
وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے کمرے سے نکل
گئیں۔ اس کے اس انداز نے انہیں چونکنے پر مجبور
کردیا تھا۔ اپنے آپ کو دانستہ کسی بھی قسم کی قیاس
آرائی سے باز رکھتے ہوئے وہ صبح کا انتظار کرنے لگی
تھیں۔

☼ ☼ ☼

تہجد کے لیے ان کی آنکھ اپنے مخصوص وقت پر کھلی
تھی اگرچہ رات [illegible] کی بابت سوچتے ان کی آنکھ
تاخیر سے لگی تھی۔ [illegible] وضو کرکے آئیں تو [illegible] کے
کمرے کی لائٹ جلتی دیکھ کر ٹھہریں، اس کے کمرے

UrduPhoto.com
www.oneurdu.com

ہم نے مکمل اطمینان کے ساتھ اس رشتے کو قبول کر لیا یوں نہیں کہ وہ بہت قابل یا بہت خوبصورت تھا اس لیے کہ وہ تمہارا خون تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں شروع شروع میں بہت سی مشکلات پیش ہوں گی لیکن ہمیں یہ بھی امید تھی کہ تم کچھ عرصے بعد ایڈجسٹ کر جاؤ گی ہم نے بالکل ایسا نہیں سوچا تھا بالکل بھی نہیں۔" آخر میں ان کی ہچکیاں سی بندھ گئی تھیں۔ ان کے اس طرح رونے پر وہ اس سارے واقعہ میں خود کو مجرم گردان رہی تھی۔

✿ ✿ ✿

کتنے ہی دن تک وہ امی سے شرمندہ آنکھیں چراتی رہی۔ گھر میں دو نفوس کی موجودگی کے باوجود خاموشی اداسی کی ایک دبیز لہر نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

اس واقعہ کے بعد اس سے تایا جی نظریں چراتے ہوئے محسوس ہوئے تھے حالانکہ ان کا تو ذرہ برابر بھی قصور نہ تھا مگر وہ مسلسل ایمن سے معافیاں مانگتے رہے تھے اور ایمن کو اپنے وجود سے نفرت ہونے لگی تھی۔

پھر آہستہ آہستہ یہ نہیں تھا کہ وہ سب کچھ بھول گئی تھی مگر یاد رکھنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ پہلے بھی کم گو تھی مگر اب تو اس کے اپنے اندر بھی سناٹے گونجتے تھے۔ وہ سارا دن خود کو اپنے کمرے تک محدود رکھتی۔ ذہن نجانے کن کن سوچوں کی سیپوں میں مصروف رہتا تھا۔ امی اسے دیکھ دیکھ کر اپنے آنسو پونچھتی رہتیں اور انہیں روتا دیکھ کر وہ اپنے آپ کو احساس جرم میں مبتلا کرتی۔ شب و روز انہیں دو جانے احساس کے تحت گزر رہے تھے۔

انہی دنوں تایا جی عدیل احمد کا پروپوزل لے آئے تو وہ کتنی ہی دیر تک [illegible] ان کی جانب متوجہ حیرت سے دانستہ نادانستہ [illegible] زبان سے عدیل احمد کے [illegible] سن کر اس کی سماعتیں پتھر کی ہو گئی تھیں اس کا وجود بالکل ایک مجسمے کی مانند ساکت

وجہ بنا تھا۔ یہ خیال تو اس کے تصورات و خیالات کے کسی دور افتادہ گوشے میں بھی نہ تھا جو ہی راہ تایا جی اسے دکھا رہے تھے۔

"تایا جی ایسا نہیں ہو سکتا۔" وہ قطعی لہجے میں کہتے ہوئے وہاں سے اٹھنے لگی مگر تایا جی کی نرم مگر سپاٹ آواز نے اس کے قدم تھام لیے تھے۔

"کیوں نہیں ہو سکتا؟" پھر کچھ سوچتے ہوئے اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔

"ٹھیک ہے بیٹا! جورت نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا اس کا ازالہ ناممکن ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ تم اس کی سزا خود کو دو؟" انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"لیکن تایا جی! جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں وہ بھی میرے لیے ایک سزا ہی ہے۔" اس نے اپنے ناخنوں سے کھیلتے ہوئے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں ایمن ایسا نہیں کہتے۔ خدا کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔ مقدر میں جو پریشانیاں دکھ یا پھر سکھ لکھے ہوں تو وہ انسان کو مل کر رہتے ہیں۔ ان سے کسی بھی صورت مفر ممکن نہیں۔ تمہاری ماں تمہارے لیے جس قدر پریشان ہیں شاید تم اس کا اندازہ نہ کر سکو کیونکہ تم اس مقام پر نہیں ہو اور شاید تمہاری ماں سے زیادہ فکرمندی اور پریشانی کا شکار میں ہوں۔ میں ہی تھا جو جورت کا پروپوزل لایا تھا۔ میں نے ہی انہیں غیر مشروط پر تمہارے خوش رہنے کی ضمانت دی تھی مگر ایسا نہ ہو سکا۔ جورت نے جو کیا دانستہ یا غیر دانستہ مجھے اپنا قصور لگتا ہے۔ تم مجھے بہت عزیز ہو کیونکہ میں نے تمہیں اپنی بیٹی کے علاوہ کسی اور رشتے کے حوالے سے نہیں دیکھا۔ شاید یہ جو غلطی مجھ سے سرزد ہوئی وہ کسی باپ سے بھی ہوتی مگر اس غلطی کا بوجھ میرے سینے پہ دھرا ہے وہ مجھے راتوں کو سونے نہیں دیتا۔

میں جانتا ہوں کہ جب تک اس حادثے کے زیر اثر ہو۔ میں تمہیں ان عذاب ناک سوچوں سے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ ہر باپ کی طرح میں بھی اپنی بیٹی کو

ساتھ میں رہنا چاہتا ہوں کہ
تمہیں مجھ سے کسی قسم کا سامنا نہ کرنا پڑے میں ایک
اچھا لڑکا ہے۔ حسیب میاں۔" جس میں اسے محبت
[illegible] سے جانتا ہوں۔"
"کیا آپ محبت کو نہیں جانتے تھے جو اس سے ان
کی بات کاٹتے ہوئے قدرے بے تاثر لہجے میں اس
سے دریافت کیا تھا تایا جی نے ایک گہرا سانس خارج
کیا تھا پھر قدرے توقف سے بولے۔
"ہمیں ابھی اتنا وقت لگا ہوا ہے کہ ہم جنہیں
ابھی مل جانے کے امیدوار ہوتے ہیں وہی ہماری
[illegible]
[illegible]

تاثرات کے نشان اس سے پوشیدہ نہیں رہ سکے
تھے اس نے ایک بار پھر نظریں جھکا لی تھیں اور تایا
جی کے آگے [illegible] فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تھے۔
"ٹھیک ہے جیسا آپ چاہیں۔" اس نے اپنی آواز کی
[illegible] تایا جی کے چہرے کے تاثرات یکسر تبدیل ہو گئے
تھے۔
"تھینک یو امین! تم نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔"
"مگر تایا جی! اس بات کا خیال رکھیے گا کہ جب
اسے سب کچھ بتائیں تو یہ بھی کہ مجھے
طلاق ہو گئی ہے اور یہ بھی کہ [illegible]" تایا جی نے
حیرت سے اسے دیکھا تھا مگر اس کے [illegible] انداز پر
سر اثبات میں ہلا کر رہ گئے۔
نجانے تایا جی نے اسے کس طرح اس کے
بارے میں آگاہ کیا تھا کہ سب کچھ جاننے کے باوجود
وہ اس سے شادی کرنے کے لیے تیار تھا۔

☼ ☼ ☼

امین نے [illegible] اسے دیکھا تو اب اس کے
سیاہ سفید [illegible] اپنے قدم کا
[illegible]
[illegible]
سر جھکائے ہونٹ بھینچے بیٹھی تھی۔
"آئیے" دروازہ کھلتے ہی اس نے [illegible] شائستہ
لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا وہ خاموشی سے سر
جھکائے اندر چلی آئی۔ یہ ایک [illegible] اپارٹمنٹ تھا
[illegible] سے آراستہ۔ اس نے بس
ایک سرسری نظر میں کمرے کا جائزہ لیا تھا
[illegible]
"آئیے" [illegible] دروازہ کھول کر اسے اندر
آنے کو کہا [illegible]
[illegible] ایک گہرا سانس
لے کر [illegible] اپنے آپ کی

dua.786@www.oneurdu.com
UrduPhoto.com

دھڑکنوں کو شمار کرنے لگی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ بیڈ روم میں تھا شاید اس نے باتھ نہیں لیا تھا۔
"آپ چائے پئیں گی یا کافی؟" وہ اپنے کف بند کرتے ہوئے اسی سے ہی مخاطب تھا وہ ایک دم چونک کر اس کی سمت دیکھنے لگی پھر ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔
"میں بنا لاتی ہوں۔" "لیکن وہ اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔
"دراصل آج آپ کا پہلا دن ہے کچھ اچھا نہیں لگتا مگر آج کے بعد تو یہ سب کچھ آپ نے ہی سنبھالنا ہے ویسے میں ہر کام خود کرنے کا عادی ہوں۔" وہ یہ کہہ کر "کمرے سے نکل گیا۔
وہ نظریں جھکائے مسلسل اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ چند ساعت بعد وہ کھانے کی ٹرالی لیے ایک بار پھر کمرے میں آموجود ہوا تو وہ ایک دم چونک کر اپنے خیالوں سے باہر نکل آئی تھی۔
"میں نے سوچا آپ کو بھوک لگی ہوگی اس لیے کافی کا ارادہ ترک کرکے کھانا لے آیا ہوں کہ یہ سب چیزیں ریڈی میڈ ہیں مگر یہ سب ڈیکوریشن میں نے خود کی ہے۔" اس نے پلیٹ اسے تھماتے ہوئے شوخ لہجے میں کہا اس کے اس انداز پر وہ خفیف سا مسکرا دی۔ وہ خاصا خوش خوراک تھا یا پھر شاید اسے بھوک لگی تھی جبھی بڑی رغبت سے کھا رہا تھا کہ جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کافی کے دو مگ تھے اس نے مگ تھماتے ہوئے مفکرانہ انداز اپنایا۔ "اوہو" وہ ایک دم چونکا پھر بیڈ سائیڈ دراز کھول کر نجانے کیا چیز تلاش کرنے لگا تھا اپنی مطلوبہ چیز لے کر وہ اس کے بالکل قریب آبیٹھا تھا وہ ایک دم اپنے آپ میں سمٹ سی گئی تھی اس نے آہستگی سے اس کی گود میں رکھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا [illegible] ہاتھ کی [illegible] محسوس کر رہا تھا۔ [illegible] ساعت بعد اس نے ایک خوبصورت سی انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈال دی۔
[illegible] مرحلہ تھا [illegible] حوصلے ہارے تھے اس نے اس لمحے کا سامنا کرنے کے لیے ایک پل میں ہی مجھے تمام حوصلہ ڈھیر ہو گیا تھا۔ اسے اپنا وجود کسی گہرے پاتال میں گم ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔
زندگی! اے زندگی خاموش تنہائیوں کے برزخ کا دوسرا [illegible]

☆ ☆ ☆

صبح وہ بڑی خاموشی سے تیار ہوا تھا اس کے ہاتھ سے بنا ناشتا اس نے بڑی عجلت میں کیا تھا اور اسی عجلت میں خدا حافظ کہتا باہر نکل گیا اس کے جاتے ہی وہ بڑی تفصیل سے پورے گھر کا معائنہ کر رہی تھی پانچ کمروں کا یہ فلیٹ دو افراد کے لیے خاصا بڑا تھا۔ ہال نما ڈرائنگ روم جس کے ساتھ ہی ڈائننگ روم تھا وہ بیڈ روم اس کے ساتھ ہی اسٹڈی روم تھا۔ بے شمار کتابیں ایک خاص ترتیب سے شیلف میں لگی تھیں۔ یہ ساری کی ساری کتابیں کمپیوٹر کے متعلق تھیں۔ دو عدد کمپیوٹرز اور ایک اسٹیریو سسٹم بھی یہیں دھرے تھے۔ وہ خاصا نفیس طبیعت معلوم ہوتا تھا۔ گھر میں رکھی ہر چیز میں سلیقہ قرینہ اس کی نفیس طبیعت کا غماز تھا۔ خاصی دیر تک گھر کا معائنہ کرنے کے بعد وہ لاؤنج میں آبیٹھی تھی۔
اپنی زندگی کا یہ نیا موڑ اس کے لیے ناقابل قبول تھا مگر اب بمشکل وہ اسے قبول کر چکی تھی۔ ذہنی طور پر وہ اپنے آپ کو اس نئی زندگی کے حوالے سے تیار کر رہی تھی۔ بخت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں وہ جو کل کے لیے قطعی طور پر اجنبی تھا آج اس کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ عجیب ربط ہے یہ؟ نہ اظہار نہ اقرار نہ کوئی عہد و پیماں نہ گرم جوشی مگر پھر بھی وہ ایک رشتے کی ڈور سے آبندھے تھے۔ جو مضبوط بھی تھی اور کمزور بھی۔
آفس سے وہ جلدی ہی لوٹ آیا تھا۔
"جانے کے بعد مجھے خیال آیا کہ میرے بعد تو تم اکیلی رہ جاؤ گی اور ظاہر ہے بور بھی [illegible] کچھ موویز اور میگزینز ہیں خواتین کے ذوق کے مطابق لایا

جواب۔ "ان چیزوں کو تھامتے ہوئے وہ جھجک سی گئی

"ان کی کیا ضرورت تھی۔"

"ابھی نہیں ہے مگر شاید کچھ عرصے بعد بن جائے۔" وہ مبہم سے لہجے میں گویا ہوا پھر قدرے گم صم حالت میں بیٹھے ہوئے اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا وہ اس کی نظروں کی تاب نہ لا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں آپ کے لیے چائے لاتی ہوں۔"

"مجھے اس وقت طلب نہیں۔" اس نے ہاتھ تھام کر اسے ایک بار پھر بٹھایا تھا۔ وہ اضطراری انداز میں اپنی انگلیاں مسل رہی تھی۔

"لیکن میں تم سے بہت سی باتیں شیئر کرنا چاہتا ہوں میرا خیال ہے اگر نئی زندگی شروعات کرتے ہوئے ہم دونوں اپنی زندگی کے چند پہلوؤں کو باہمی طور پر ڈسکس کریں تو یہ سب آنے والے حالات میں بہتر ہوگا۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے ضروری نہیں ہے کہ تم اس سے اتفاق کرو کہ تمہارے بابا نے مجھے وہ سب کچھ بتایا ہے جو کچھ تم مجھے بتانا چاہ رہی تھیں مگر میں نہیں چاہتا کہ میری زندگی کے تمام پہلو کوئی تیسرا شخص تمہیں بتائے کیونکہ تیسرا شخص آپ کو وہ سب کچھ بتاتا ہے جو آپ بتانا چاہتے ہیں مگر وہ آپ کے احساسات پہنچانے میں قاصر ہوتا ہے ممکن ہے یہ تمہاری مجبوری رہی ہو مگر میں آپ کو ان تمام [illegible] سے مستثنیٰ کرتا ہوں میں تمہاری [illegible] کیا تھیں مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے تمہارے ساتھ زندگی گزارنی ہے ان کے [illegible] لیے مجھے بھی [illegible] ماضی سے دلچسپی نہیں [illegible] سب سے اہم [illegible] تھا [illegible] میں تمہارے ساتھ کیا ہوا مجھے اس سے [illegible] کے [illegible] "آج" کو اہمیت دیتا ہوں اور "آج" یہ ہے کہ [illegible] ہو اس لیے [illegible] سکون رہتا [illegible] میں ہو تو وہ اس کے اندر ایک نئی [illegible] گیا تھا۔

"شاید تمہیں یہ بات عجیب لگے کہ میں آج پہلی بار کسی رشتے سے آشنا ہوا ہوں میں کون ہوں؟ میرے والدین کون تھے؟ میں اس بارے میں بالکل ناواقف ہوں۔ اس لیے کہ میرا تمام بچپن ایک یتیم خانے میں گزرا ہے۔ یتیم خانے میں بھی بہت اونچے خواب دیکھا کرتا تھا۔ بہت بڑا آدمی بننے کے خواب۔ جس کے پاس زندگی کی ہر سہولت ہو وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ میں نے بہت محنت کی ہے خود کو کچھ بنانے میں لیکن ساری محنت کے باوجود بھی کیا بن سکا؟ ایک پرائیویٹ فرم میں کمپیوٹر پروگرامر۔

زندگی با سہولت کرنے کی خاطر مجھے بہت محنت کرنا پڑی ہے مجھے رات گئے تک مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم میری اس مصروفیت کی عادی ہو جاؤ اور مجھے تمہارے رویے کی وجہ سے کسی ذہنی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔" وہ نظریں جھکائے رسانیت سے اسے سن رہی تھی۔ "میرے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ میں کسی کا محتاج نہیں بن سکتا مگر [illegible] کے باوجود میں ایسا کر رہا ہوں۔ زندگی بعض اوقات ہمیں وہ سب کچھ کرنے پر مجبور کرتی ہے جس سے ہم پہلو بچانا چاہتے ہیں اگر مجھے کبھی موقع ملا تو میں بہت جلد اپنا [illegible] اسٹارٹ کروں گا اس طرح تمہیں بھی میری اس مصروف زندگی سے سمجھوتہ کرنا نہیں پڑے گا۔" عدیل نے جھکے ہوئے سر کو دیکھا وہ مسلسل نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔ نجانے وہ اسے سن بھی رہی تھی یا پھر شاید اپنی ہی کسی دنیا میں گم تھی۔ اسے کچھ بولنے پر مجبور کرنے کی خاطر وہ ایک بار پھر گویا ہوا تھا۔

"آج سے پہلے مجھے قوی یقین تھا کہ اس دنیا میں ایک میں ہی کم گو ہوں مگر تم تو مجھ سے بھی کم بولتی ہو اس کا مطلب ہے ہم دونوں میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوا کرے گا۔"

اپنی بات سے اس نے خود ہی ایک فلک شگاف قہقہہ لگایا تھا اسے اس کے اس طرح ہنسنے پر ایک دم شرمندہ ہو گئی تھی پھر اس کے لبوں پر

dua786@www.oneurdu.com

دھیمی سی مسکان پر اطمینان ہو گئی تھی۔
"ایک بات کہوں تم برا تو نہیں مانو گی؟" نجانے وہ
کہنے والا تھا جو اسے اجازت کی ضرورت محسوس ہوئی
تھی ایمن نے پُرسوچ انداز میں اپنا سر اثبات میں ہلایا
تھا۔
"تمہاری مسکراہٹ بہت خوبصورت ہے۔" اس
بے موقع توصیفی جملے پر وہ جھینپ سی گئی تھی۔
"ہمارے اسٹاف ممبر میں ایک لڑکی تھی اس کی
مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی لیکن مجھے
خوبصورتی میں مسکراہٹ تبدیل کرنے کا سبب نجانے
مجھ نے کس طرح اس کی تعریف کی تھی کہ وہ اس قدر
برہم ہوئی کہ اسی دن جاب چھوڑ کر چلی گئی۔ اس لیے
میں نے پہلے اجازت مانگی کہ تم کو برا نہیں لگا تھا۔" مزید
ایمن کو وہ پہلے سے بھی کم تو نہیں لگا تھا۔
روز بعد اسے اپنی رائے تبدیل کرنا پڑی تھی۔ سعدیل کی
مصروف زندگی کھل کر اس کے سامنے آگیا
تھا ویک اینڈ پر بھی اس کی مصروفیت میں کسی بھی قسم
کی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ ان مصروف دنوں میں وہ
بھی چھٹی کا دن ہونے پر آتا تھا۔ مگر پھر اس پر
کی بجائے کام میں گزر وقت گزرنے کے ساتھ
ساتھ وہ بتدریج اس کے دھوپ چھاؤں جیسے رویے کی
عادی ہو گئی تھی۔
آفس سے واپسی پر اگر بھی اس کا موڈ ہوتا تو وہ اسے
ساتھ لے جاتا یا پھر اپنا سارا دن اسٹڈی میں گزار
دیتا وہ دیر رات گئے گھر میں آتا تھا۔ چھٹی کے دن
زیادہ تر وقت پی سی پر نجانے کون کونسے پروگرام بنانے
میں صرف کرتا۔ وہ بہت محنت کرتا تھا سارا دن
آفس میں سر کھپانے کے بعد وہ پارٹ ٹائم جاب بھی
کرتا اور رات میں پرائیویٹ طور پر دوسرے کاموں
اور Advertising Companies کے لیے
[illegible] پروگرام بنا کر [illegible]
ایک دن [illegible]
[illegible] اسٹڈی میں چائے دینے گئی تو اسے
[illegible] کمپیوٹر پر مصروف پایا۔ چہرے پر
[illegible] تھی۔ چائے کا [illegible] اس کے چہرے پر

ایک دم بشاشت جھلک اٹھی تھی۔ "تھینک یو" میں
ابھی چائے کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا مگر
کچن میں جانے کی ہمت نہیں ہو رہی
تھی لیکن تم ابھی تک نہیں سوئیں۔" [illegible]
نے تشکرانہ انداز اپنایا آخر میں اس کا لہجہ
سوالیہ ہو گیا۔
"نہیں میں بس سونے ہی والی تھی اسٹڈی کی لائٹ جلتی دیکھی
تو میں نے سوچا شاید آپ کو چائے کی طلب ہو رات
بھی بہت ہو گئی ہے۔" وہ بھی لہجہ اختیار کرتے ہوئے
وہیں بیٹھ گئی تھی۔
"آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ حالانکہ آپ
اب نہ بھی کریں تو بھی آپ کی ماہانہ تنخواہ اتنی تو ہے
کہ باآسانی گزارا ہو سکے۔" وہ ایک دم مسکرا دیا۔
"میری زندگی کا مقصد محض گزارا کرنا نہیں ہے۔
دراصل ایمن! میں تھوڑا شاہ خرچ واقع ہوا ہوں
بچت نہیں کر سکتا اور شاہ خرچیوں کے لیے روپے
آسمان سے نہیں اترتے محنت کرنا پڑتی ہے اپنے
اخراجات پورے کرنے کے لیے مجھے ایسا ہی کرنا پڑتا
ہے۔"
شاہ خرچ تو وہ واقعی تھا وہ اکیلا تھا بآسانی گزارا
ہو سکتا تھا لیکن وہ گاڑی افورڈ کر رہا تھا وہ ایک کمرے
کے اپارٹمنٹ میں بھی گزارا کر سکتا تھا مگر وہ چار کمروں
کے لگژری فلیٹ میں رہ رہا تھا۔
"میں چاہتا ہوں ایمن! کہ میرے پاس وہ سب کچھ
ہو جو اس معاشرے میں امیر کہلانے والے لوگوں کے
پاس ہوتا ہے۔ شاید میں تمہیں بہت عجیب لگوں مگر
میں ایسا ہی ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک
چیز محسوس کی ہے اور وہ ہے پیسہ۔ اٹھارہ سال سے
میں اس کے پیچھے بھاگ رہا ہوں مگر اتنی محنت کے
باوجود مجھے صرف میری ضروریات کے مطابق روپے
ملتے ہیں۔ میں ہمیشہ [illegible] حاصل کرنے کے خواب
دیکھتا ہوں مگر ابھی تک یہ خواب سراب کی طرح میری
دسترس سے باہر ہے۔ شاید میں کسی ایسے ہی جانب سے
چھپر پھاڑ کر روپے کا منتظر ہوں۔" خالی [illegible]

UrduPhoto.com

ہوئے وہ ایمن کو بہت عجیب لگا تھا۔ وہ اسے مہنگے سے مہنگے ہوٹل میں لے کر جاتا، اچھی سے اچھی شاپنگ کرواتا، پیسہ خرچ کرتے ہوئے اس کی پیشانی پر ایک بل بھی نہیں آتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً بہت چھوٹے پیمانے سے اپنا کاروبار شروع کر سکتا تھا مگر اپنی ہر خواہش کو ضرورت کے لبادے میں لپیٹ کر اس نے اپنے اخراجات کے گراف کو بہت بلند کر رکھا تھا۔

"اگر میں پارٹ ٹائم جاب اور یہ سب نہ کروں تو میری ماہانہ کمائی اتنی ہے کہ میرے پیٹرول کا خرچ بھی بڑی مشکل سے پورا ہو۔" وہ اپنی اتنی محنت کرنے کی توجیہہ بیان کر رہا تھا جس سے کم از کم ایمن متفق نہ تھی۔

"لیکن عدیل! اگر آپ..." اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر عدیل نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔

"ایمن! ہم دونوں میاں بیوی ہیں۔ آپ جناب کا طرز تخاطب غیروں میں تو اچھا لگتا ہے لیکن میرا خیال ہے ہمارے رشتے میں اس "آپ" کی گنجائش نہیں ہے۔ جب تم مجھے آپ کہتی ہو تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی غیر مجھ سے مخاطب ہے میری بیوی نہیں۔" ایمن کو عدیل کی نظروں سے عجیب سی تپش کا احساس ہوا تھا وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔" وہ فوراً اسٹڈی روم سے نکل گئی۔ اس کے اس انداز پر عدیل کے لبوں پر تبسم ابھرا تھا۔

شروع شروع میں اس نے عدیل کے ساتھ رہ کر پھیکا سا تھا کسی بھی خوشگوار احساس سے عاری مگر جیسے جیسے عدیل کی شخصیت کھل کر اس کے سامنے آتی گئی تھی ویسے اپنے اندر عجیب سی خوشگوار تبدیلی کی [illegible] اس نے زندگی گزارنے کا ڈھنگ عدیل سے [illegible] اس کے روپے کی بدولت وہ اپنے آپ کو [illegible] ہر وقت گھر سے باہر رہتا تھا مگر اس کی غیر موجودگی کے باوجود وہ [illegible] کسی خدشات کا شکار نہیں ہوتی تھی۔ جو [illegible] ثروت کی غیر موجودگی میں ہوتی تھی یہاں

اس مقام پر اس [illegible] کا کوئی نام و نشان نہ تھا وہ اس کیفیت کو کوئی نام نہ دے سکی تھی۔

❋ ❋ ❋

احسن یونیورسٹی کے زمانے میں اس کا کلاس فیلو تھا اس کی طرح وہ بھی ایک کامیاب بزنس مین بن چکا تھا۔ ثروت کو اپنے آفس میں دیکھ کر احسن خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ خاصی دیر تک وہ ایک دوسرے سے تپاک سے ملتے رہے تھے۔ تاہم ثروت یہاں آنے کا مدعا بیان کر رہا تھا۔

"تم ایک پر [illegible] جا رہے ہو ثروت! ایک میں ہوں ایک فرم ہی [illegible] منسلک ہے اور ایک تم ہو اتنی جلدی دوسرے بزنس میں انوالو ہونا چاہتے ہو۔" احسن نے اسے سراہا تھا۔

"ویسے بھی آج کل تو کمپیوٹر ہی کا زمانہ ہے اور جہاں تک عدیل کی بات ہے تم نے اس کے بارے میں جو کچھ سنا ہے وہ سو فیصد درست ہے میرے پورے آفس میں جو شخص سب سے مخلص ہے اپنے کام سے کام رکھتا ہے، ہر کام ایمانداری، لگن اور توجہ سے کرتا ہے وہ صرف عدیل ہے۔ میرا خیال ہے صرف عدیل کی سرپرستی تمہارے اس نئے بزنس کو بہت جلد کامیابی سے ہمکنار کرے گی۔ وہ خود بھی کچھ عرصے سے اپنا بزنس اسٹارٹ کرنے میں انٹرسٹڈ ہے، میرا خیال ہے اس کے لیے یہ موقع آفر کرنا آسان نہیں ہوگا بہت سے فریش آئیڈیاز ہوں گے اس کے پاس اور پھر وہ کمپیوٹر جینئس ہے۔ تم نے صحیح شخص کا انتخاب کیا ہے۔"

احسن اسے عدیل کے بائیو ڈیٹا سے آگاہ کر رہا تھا اور اس بائیو ڈیٹا میں عدیل کی تعریف تھی۔ ثروت خاموشی سے احسن کو سن رہا تھا۔

عدیل سے ملنے کی کوشش وہ مسلسل ایک ہفتے سے کر رہا تھا۔ [illegible] سے اس بارے میں استفسار کرنا اس نے مناسب نہیں کیا تھا اس نے اپنے ذرائع سے ہی عدیل کا پتا معلوم کیا تھا اور یہ اتفاق تھا کہ عدیل

...بھی کی فرم کے کمپیوٹر سیکشن میں ایک اہم عہدے پر فائز تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر تابانی کو ایک فیصد بھی اس بارے میں آگاہی ہو گئی تو وہ بھی اسے معاف نہیں کریں گے اسی لیے اس نے اس معاملے میں بے حد رازداری برتی تھی۔

"میرا خیال ہے تم اس سے مل لو۔" احسن کی آواز اسے خیالات کی دنیا سے باہر کھینچ لائی تھی۔ انٹرکام کے ذریعے احسن نے اسے اپنے آفس میں طلب کیا تھا۔ چند لمحے بعد وہ احسن کے آفس میں تھا۔ عدیل پر نظر پڑتے ہی جووت کو ایک شدید دھچکا لگا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ کوئی عمر رسیدہ گنجا سا گھگنا سا شخص ہو گا مگر اس کی شخصیت نے اس کے خیال پر پانی سا پھیر دیا تھا۔ بیش قیمت گرے سوٹ میں ملبوس وہ چھبیس سال کا ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ اس کا دراز قد اس کی شخصیت میں اضافے کا سبب تھا۔ اس کو جانچنے کے بعد جووت کو اپنے اندر سلگتی رقابت کا احساس ہوا تھا۔ چند ساعت بعد اس نے بڑی مشکل سے اپنی اس کیفیت پر قابو پایا تھا۔

"تم دونوں باتیں کرو مجھے ذرا سائٹ پر جانا ہے۔" یہ کہتے ہی احسن باہر نکل گیا تھا۔ جووت نے ایک بار پھر اس کا بغور گہری نظروں سے جائزہ لیا تھا۔

"میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ باتیں اس ماحول میں نہیں ہو سکتیں۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو قریبی کلب ہاؤس چلتے ہیں۔" جووت نے کھڑے ہوتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔ عدیل نے متذبذب انداز میں اپنے شانے اچکائے گویا رضامندی کا اظہار کیا۔ وہ اس کے ساتھ باہر نکل گیا۔ کلب ہاؤس میں شام ہونے کی وجہ سے کافی لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ جووت نے ...

"مجھے جووت ... کہتے ہیں۔" ویٹر کو ... جانب ...

"مجھے عدیل احمد کہتے ہیں۔" عدیل نے ... انداز میں اپنا تعارف کروایا تھا۔ وہ ابھی تک اس کے پہل کرنے پر متذبذب تھا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔" ویٹر کافی کے لوازمات رکھ کر گیا تو جووت نے قطعی مصنوعی خوشگوار لہجے میں کہا تھا جسے عدیل بھی بھانپ گیا تھا۔

"جب تک میں آپ کی ضروری باتیں نہ سن لوں میں ایسا نہیں کہہ سکتا ہو سکتا ہے بعد میں مجھے اپنی رائے تبدیل کرنی پڑے اور رائے تبدیل کرنا میری عادت نہیں۔" جووت نے اس کے دھیمے انداز کے لہجے سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ خاصا رکھ رکھاؤ والا اور اخلاقیات کے تمام تقاضوں سے بخوبی واقف تھا۔ ایک لمحے کو وہ اس کے اس انداز پر گڑبڑا گیا تھا۔ تاہم اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے وہ یہ سوچنے لگا تھا کہ کیا اسے یہ سب کرنا چاہیے یا نہیں؟ مگر پھر اپنے دوسرے خیال کو رد کرتے ہوئے وہ تمہیدی انداز میں گویا ہوا۔

"میں نے آپ کے بارے میں جتنا کچھ سنا اس سے زیادہ پایا۔" اس توصیفی جملے پر وہ جواباً محض شانے اچکا کر رہ گیا۔

"مجھے احسن سے معلوم ہوا کہ آپ الگ بزنس کرنے میں انٹرسٹڈ ہیں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو سرمایہ دے سکتا ہوں۔"

"میں اس عنایت کی وجہ جان سکتا ہوں؟" عدیل کا لہجہ ازحد سپاٹ تھا۔

"درست کہا آپ نے! کوئی بھی کام بغیر وجہ کے نہیں ہو سکتا تو میں کیسے بغیر کسی وجہ کے آپ کو آفر کر سکتا ہوں اگرچہ اپنی جانب سے میں نے بہت آفر کی ہے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں تو اس پیشکش میں اضافہ ہو سکتا ہے۔" جووت نے کافی کے مگ میں کریم ملاتے ہوئے خاصے مصروف انداز میں کہا۔

"میرا سوال بدستور قائم ہے میں پہلے اس عنایت کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔" عدیل نہایت سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔ جواباً جووت نے ایک گہری سانس خارج کرتے ہوئے اپنی پشت کرسی کی پشت سے ٹکا دی۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولا۔

"میں ایمن کا ہزبینڈ ہوں۔" عدیل نے بے حد چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"اگرچہ یہ مناسب تو نہیں کہ میں آپ کے سامنے ایمن کا تذکرہ کروں۔ لیکن حقیقت کو تو بدلا نہیں جاسکتا۔ میں کل بھی اس سے محبت کرتا تھا اور آج بھی اس کے علاوہ میں نے کسی کے بارے میں نہیں سوچا۔ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہم دونوں کے بیچ دوریاں حائل ہوگئی تھیں مگر اب میں اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔ میرا کوئی بھی فرد نہ تو اس کے لیے اور نہ میرے لیے۔" اس کے لہجے میں بے خودی کا عنصر نمایاں تھا۔ اس کی بے تاثر نگاہیں جودت کے چہرے پہ جمی ہوئی تھیں وہ جب بولا تو اس کی آواز بھی قدرے بے تاثر تھی۔

"آپ کی اس فضول گوئی کا مقصد؟"

"مقصد صاف واضح ہے۔ آپ اسے طلاق دے دیں میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

"اور اگر میں ایسا نہ کرنا چاہوں تو؟" عدیل نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"تب تو میں کہوں گا کہ تم سے یہ سب کچھ منوانے کا یہ ایک مہذب طریقہ تھا۔ اس کے علاوہ میں ایمن کو حاصل کرنے کے لیے ہر وہ طریقہ استعمال کرسکتا ہوں جو مہذب دنیا میں ناجائز کے نام سے موسوم ہے۔" آخر میں اس کا لہجہ دھمکی آمیز ہوگیا تھا۔ عدیل کے لیے یہ صورتحال ناقابل تھی۔ جودت نے اپنی جیب سے والٹ نکالا اور پھر اس سے چند نوٹ نکال کر ٹیبل پر پھینکنے کے انداز میں رکھے اور پھر جاتے جاتے پلٹ کر ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔

"[illegible] کے تو میں آپ کو [illegible] سکتا ہوں۔" اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ کافی شاپ سے باہر نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ مسلسل بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے سوچے گئی

لایعنی سوچوں کے تانے بانے بننے میں مصروف تھا۔ ایمن وارڈ روب کھولے اس کے کپڑوں کو سمیٹ کر رہی تھی۔ مگر گاہے بگاہے ایک نظر اس کے چہرے پر بھی ڈال رہی تھی۔ آج مسلسل وہ کسی سوچ میں گم تھا۔ کہاں وہ آفس سے چھٹی نہیں کرتا تھا اور آج وہ سارا دن کہیں نہیں گیا تھا۔ کھانا بھی برائے نام کھایا تھا۔

"ایمن! یہاں آکر بیٹھو مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" وہ وارڈ روب بند کرکے پلٹی تو عدیل نے اسے پکارا تھا وہ خاموشی سے اس کے قریب آ بیٹھی۔ ایمن کو اس کے چہرے پر اضطراب دکھائی دیا تھا۔ چند ساعت بعد وہ اس سے مخاطب ہوا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں تمہیں کیسے بتاؤں؟" عدیل کا متذبذب انداز اسے انجانے خدشوں کے سمندر میں دھکیلنے لگا تھا۔

"ایمن! آج میری... جودت رحمان سے ملاقات ہوئی تھی۔"

ایمن نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

"وہ اپنے کیے پر نادم ہے وہ تم سے دوبارہ شادی کرنا چاہتا ہے۔"

عدیل نے نظریں جھکاتے ہوئے ایک بار پھر اپنی بات جاری رکھی۔ ایمن پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اور ظاہر ہے جب تک میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا یہ شادی نہیں ہوسکتی۔ اور وہ میرے طلاق دینے پر مجھے اتنی رقم آفر کررہا ہے جس سے میں باآسانی اپنا بزنس اسٹارٹ کرسکوں۔"

ایمن ایک دم اٹھ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو ڈھانپتی بیڈ روم سے نکلتی چلی گئی تھی۔ عدیل اس کے پیچھے لپکا تھا مگر تب تک وہ اسٹڈی روم کو لاک لگا چکی تھی۔

"ایمن دروازہ کھولو۔" عدیل کا لہجہ خدشات کی لپیٹ میں تھا۔

"پلیز مجھے تنہا چھوڑ دو میں اس وقت تمہارا

کہنا نہیں کر سکتی۔" جبران علی ہولے سے کہتے ہوئے
وہ تیزی سے اٹھ کر چلی گئی اسے اپنے پیچھے علی کی آنے
کی آہٹ سنائی دی۔ زندگی اسے اتنی کڑی آزمائش سے دوچار
کرے گی یہ سوچ کبھی بھی اسے بے چین کر رہی
تھی۔ مگر آج جبران علی کے منہ سے حورت کی بات سن کر
اسے ایک بار پھر اپنی بے توقیری کا احساس ہوا تھا وہ
جب سے وہ [illegible] بھلا پائی تھی ایک بار پھر اس کی
اذیت میں اضافے کا سبب بنا تھا۔ کس قدر جان کسل
لمحات کی گرفت میں تھی وہ [illegible] حورت کا تذکرہ کر کے اسے
ایک بار پھر ذلت کے احساس سے دوچار کرنے لگا
تھا۔ "آخر [illegible] ذلت سے [illegible] ہوں میں؟ کون
ہوں آخر میں؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہو رہا
ہے؟ جس سے [illegible] کبھی کسی [illegible] نہیں [illegible] کسی کا
برا نہیں چاہا تو پھر۔ میرے ساتھ ایسا کیوں؟
کیا [illegible] ہو گیا ہے مجھ سے جس کی بخشش [illegible]
ہے۔" ایک [illegible] کا احساس اس کے لہو میں
سرایت کر گیا تھا۔ اپنی تقدیر پر آخر ایک [illegible]
[illegible] اسے خود بھی اپنی ذات پر اعتبار
نہیں [illegible] لگ رہا تھا جیسے وہ خود ہی اپنی
[illegible] سے گر گئی ہو اس کی [illegible] غرور اور مان سب
ایک [illegible] ہو گئے تھے پوری
رات [illegible] گزر گئی تھی۔ کمرے میں پھیلی
[illegible] اسے [illegible] کر رہی تھی
[illegible] کے لیے
[illegible] کر رہی تھی [illegible]
[illegible] اس سے [illegible] کی ہمت
ہار دی تھی۔ [illegible] اس کے
سامنے [illegible] تھا اور
[illegible]
[illegible]
"میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک چیز کی کمی
محسوس کی ہے اور وہ ہے [illegible] سال سے میں اس

کے پیچھے بھاگ رہا ہوں۔ شاید میں بھی خدا کی [illegible]
سے پیچھا چھڑا کر بیٹے کا منتظر ہوں۔" جبران علی کی [illegible]
کرتی آواز اس کی سماعت مجروح کر رہی تھی۔ [illegible]
اسی "[illegible]" کے منتظر تھے" اس کے لبوں نے
خاموش جنبش کی تھی۔
"شاید ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ
ہوتی ہے۔ مقدر میں جو پریشانیاں دکھ یا غم لکھے
ہوں تو وہ [illegible] کر رہتے ہیں ان سے کسی بھی
صورت مفر ممکن نہیں۔" [illegible] کے لفظوں کی
بازگشت بھی ان آوازوں میں شامل ہو گئی تھی۔
"آپ کن الفاظ کو سہارا بنا کر آپ مجھے مطمئن
کریں گے۔ اب کوئی بھی خوش کن لفظ میرے زخموں
کو مندمل نہیں کر پائے گا۔ میری تقدیر میں صرف دکھ
اور آزمائشیں لکھی ہیں اور مجھے ہر حال میں ان کا سامنا
کرنا ہے۔ لیکن اب مجھے اپنی زندگی کا ہر فیصلہ خود کرنا
ہے چاہے یہ فیصلہ غلط ہی کیوں نہ ثابت ہو مجھے
اب زندگی کا ہر پل کسی دوسرے کے کیے گئے فیصلے
کے تحت [illegible] ہو کر نہیں گزارنا۔" وہ [illegible]
سے خود کو [illegible] سامنے کھڑا محسوس کر رہی تھی۔
معاً فون کی [illegible] نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا
تھا۔ "[illegible] پر [illegible] کے فون اٹھایا تھا۔
"ہیلو" اس نے [illegible] اپنی آواز کو [illegible] رکھنے کی
کوشش کی تھی۔ لیکن دوسری جانب جو آواز ابھری
تھی اس نے اسے ایک دھچکے سے دوچار کیا تھا۔
بالکل بھی یقین نہ تھا کہ حورت اسے فون کرے گا۔
"ہیلو [illegible]! میں حورت بول رہا ہوں۔" [illegible]
[illegible] لہجے میں کہتے ہوئے نجانے اس نے
اپنا تعارف کرانا کیوں ضروری سمجھا تھا حالانکہ وہ اس
کے [illegible] کہنے سے ہی پہچان گئی تھی۔
"تم [illegible] کہ تمہارا فون نمبر کہاں سے
ملا؟" حورت کا [illegible] انداز اسے بری طرح [illegible]
تھا۔
"تمہارے بارے میں جبران علی ہی سے [illegible]
پوچھ لیا تھا۔"

UrduPhoto.com

"میں جانتا ہوں ایمن! کہ جو کچھ بھی میں نے تمہارے ساتھ کیا وہ ناقابل معافی ہے لیکن میں پھر بھی تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ جو کچھ ہوا تم اسے میری نادانی سمجھ کر بھول جاؤ۔ اپنے ان جلد بازی کے کیے گئے فیصلے نے مجھے آج تک ذہنی دباؤ کے شکنجے میں لیا ہوا ہے۔ نجانے میں اتنا جذباتی کیوں ہو گیا تھا۔ اور پھر بھابھی نے مجھے تمہارے بارے میں اس طرح بریف کیا تھا کہ میرا غصہ..."

"تم نے جس مقصد کے لیے فون کیا ہے، بہتر ہے کہ وہ بیان کرو۔" جودت کی بات کاٹتے ہوئے اس نے نہایت سرعت سے کہا تھا۔ اس کا مصنوعی لہجہ اسے ناگوار گزرا تھا۔ چند ساعت بعد ایک بار پھر جودت کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ "رہ رہ کر مجھے اپنی تمام غلطیاں یاد آتی ہیں۔ اب میں ان غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں ہرچند کہ میں کھو چکا ہوں میں ایک بار پھر تمہیں پانا چاہتا ہوں چاہے اس کے لیے مجھے کتنی ہی مشکلات سے گزرنا پڑے۔ پورا ایک سال میں نے خود سے لڑتے گزارا لیکن تمہیں نہ بھلا پایا۔ میں مزید اب ان قیامت خیز لمحات کا سامنا کرنا نہیں چاہتا جس میں فقط تمہاری یادیں ہوں، تم نہ ہو۔ میں تم سے محبت کرتا تھا، کرتا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔ اس وقتی دوری کی بدولت میں تمہیں اپنے دل سے نکالنے پر قادر نہیں ہوں۔ تمہارا تصور آج بھی میرے ساتھ ہے۔ لیکن۔ میں تمہارے تصور کے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے ساتھ زندگی تمام کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ بہت رسان سے اسے سن رہی تھی۔ جس طور پر وہ کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا تھا، ایمن کے لیے باعث حیرت تھا۔ کس دھڑلے سے وہ اپنی نام نہاد محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ اس کو سن کر وہ اپنی ہی محسوس کر رہی تھی۔ اس کے لفظوں میں گھولا رہی تھی۔ زخم سے ابھری جودت کی آواز ایک بار پھر اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ "میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ عدیل تمہارے قابل نہیں ہے۔ میں اس سے ملا ہوں اور اس سے ملاقات کرنے کے بعد میں خود کو اس خیال سے باز نہیں رکھ سکا کہ آخر بابا جی نے اس میں کیا دیکھا؟ صرف شکل و صورت؟ وہ اپنا پیٹ پالنے کی خاطر وہ تین نوکریاں کرتا ہے۔ وہ تمہیں کیسے خوش رکھ سکتا ہے؟ مجھے بابا جی سے یہ امید نہیں تھی۔ وہ تو تم سے حد محبت کرتے تھے، نجانے انہوں نے تمہارے ساتھ یہ ناانصافی کیوں کی؟" دھیرے دھیرے وہ اپنے پوشیدہ پہلوؤں پر سے پردہ اٹھا رہا تھا جو ابھی تک ایمن کی نگاہوں سے اوجھل تھے۔

"میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اگر تمہیں میرے گزشتہ رویے کے بارے میں کچھ شکوک و شبہات ہیں تو میں تمہارے تمام خدشات دور کرنے کو تیار ہوں۔ میں تمہیں نکاح سے قبل طلاق کا حق تفویض کرنے کو تیار ہوں۔ کیا اب بھی تم مجھے معاف نہیں کرو گی؟" اس کے اس انداز کے بارے میں سرسری رویہ اختیار کرنا اب اس کے لیے ناممکن ہو گیا تھا۔ اس کے اندر جیسے آتش فشاں پھٹنے لگے تھے اور جیسے لاوا خود بھی پھٹ پڑی تھی۔

"مسٹر جودت رحمان! جس محبت کا تذکرہ آج بھی تمہاری زبان پر ہے وہ کچھ بھی ہو سکتی ہے لیکن محبت نہیں، قطعی نہیں۔ جب تم نے مجھ سے شادی کی تھی تو اس وقت محض اسی "محبت" نے تمہیں ایسا کرنے پر اکسایا ہو مگر اب تم اسے صرف ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہے ہو۔ بہت سے لوگ محبت کرتے ہیں لیکن بعد میں وہ اپنی اس محبت کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔ تمہارا شمار بھی ان ہی افراد میں ہوتا ہے۔ تمہاری محبت مر چکی ہے اور آج تمہیں یہاں تمہاری ضرورت کھینچ لائی ہے۔

تمہارے نزدیک محبت صرف ایک لفظ کا نام ہے جسے کہنے سے اس کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ محبت تو وہ جذبہ ہے جو کچھ بھی نہیں، بالکل کھوکھلا ہے۔ محبت تو اخلاص، دونوں کی ہم آہنگی اور عزت چاہتی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ تمہاری محبت ان تمام جذبات سے مبرا ہے۔ پہلے بھی مجھ سے شادی

نے ایک بڑی غلطی کی تھی۔ تمہارے لیے صرف یہ ہی سب کچھ ایک ایسی ہیں جو صرف تمہارے اس ایک لفظ سے "محبت" کرتے ہو کا انتظار کریں سب کچھ اگنور کر سکتی ہیں۔ حتیٰ کہ اپنی عزت نفس بھی قربان کر سکتی ہیں لیکن میرا شمار ان لڑکیوں میں نہیں ہوتا۔"

"تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تم سے دوبارہ شادی کروں گی؟ کہتے ہیں لوگ مر جاتے ہیں لیکن آوازیں زندہ رہتی ہیں۔ تمہارے منہ سے نکلا ایک ایک لفظ آج بھی میری یادوں میں زندہ ہے اور یہ یادیں اتنی ناگوار نہیں ہیں کہ میں جانتے ہوئے بھی ایک بار پھر اس راہ پر چل پڑوں۔ وہ سب لمحے جو تمہارے لیے کیا اہمیت رکھتے ہوں مگر وہ لمحات میرے لیے تکلیف دہ تھے اور رہیں گے۔ یہ سب کچھ بھلانا تمہارے لیے آسان ہو سکتا ہے لیکن میرے لیے نہیں اور جہاں تک عدیل کا تعلق ہے تمہیں اس کے بارے میں اتنی فکر کرنے کی ضرورت نہیں وہ جیسا بھی ہے لیکن اب بھی ہزار درجے تم سے بہتر ہے۔ تمہاری طرح اس نے اپنی شخصیت مختلف لبادوں میں نہیں چھپائی ہوئی۔ وہ ہر چیز کے بارے میں صاف گو ہے کسی کو دھوکے میں نہیں رکھتا اس نے مجھے "محبت" نہیں بلکہ اعتماد دیا ہے اور جو کچھ تم مجھے اس کے بارے میں بتا رہے ہو میں یہ سب اس روز سے جانتی ہوں جب ہماری شادی ہوئی ہے۔

وہ اب بھی میری نظر میں تم سے بہتر ہے جو [illegible] سال سے لڑکیوں کے پیچھے دوڑ رہا ہے لیکن اس نے تمہاری طرح محبت کے لبادے میں نہیں چھپایا۔ تمہاری طرح اس نے کبھی محبت اپنی غرض کے لیے استعمال نہیں کیا۔

[illegible] محبت" محبت اس کی اس عجیب اصطلاح [illegible]

UrduPhoto.com

[illegible] ہو جاتے [illegible] ہو جاتی ہیں میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے دوبارہ شادی کرنے کیوں چاہتے ہو [illegible] تم مجھ سے زیادہ ان

شیئرز میں ہے جن سے مجھ سے طلاق کے بعد تم ہاتھ دھو بیٹھے ہو۔"

"اونہیں تم غلط سمجھ رہی ہو۔"

"میں ٹھیک سمجھ رہی ہوں۔" اس نے قطعی انداز میں کہا تھا۔

"عدیل کو فنانس آفر کرنے سے پہلے اگر تم مجھ سے مشورہ کر لیتے۔ کیا میں ایسا چاہتی بھی ہوں یا نہیں تو شاید تمہیں اس شکست کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور جہاں تک طلاق کو حق تفویض کرنے کی بات ہے تو اگر خدانخواستہ میری تم سے شادی ہو بھی گئی تو میں اس حق کا بالکل اسی طرح استعمال کروں گی جیسے تم نے کیا تھا فرق صرف یہ ہوگا کہ تم نے یہ کام شادی کے بعد کیا تھا اور میں یقینی طور پر اس حق کو پہلے ہی دن استعمال کروں گی۔" اس کے لہجے میں قطعیت اور حتمی پن نمایاں تھا اس کے ہر لفظ میں پنہاں نفرت کا احساس معاذ کے لیے شکست آمیز تھا۔ محض چند لمحات میں ہی اس نے اس کی شخصیت پر چڑھا ملمع اتار دیا تھا۔ جس کامیابی کا یقین اسے سو فیصد تھا وہی یقین شکستہ دیوار کی مانند زمیں بوس ہو گیا تھا۔

اب اس کی جگہ [illegible] کے ایسے تاثر نے لے لی تھی جو آج پہلی بار اس کے وجود میں سرایت کر کے اسے ایک عجیب سی درماندہ کیفیت سے دوچار کرنے لگا تھا۔ ایک بار پھر اس کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی تھی۔ "پہلے میرا خیال تھا کہ تم اچھے انسان نہیں ہو مگر آج مجھے اس بات کا بھی یقین ہو گیا ہے کہ تم اچھے بزنس مین بھی نہیں ہو۔" اس نے زوردار آواز کے ساتھ ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا۔

لمحات پہلے وہ جو اپنی قسمت پر شاکی تھی جو مدت سے بلکتے رہنے کے بعد وہ ایک اہم فیصلے پر پہنچ گئی تھی۔ چند ساعتوں بعد اسے وقت کے تیزی سے گزرنے کا احساس ہوا۔ آج کا دن وہ روتے ہوئے گزارنا نہیں چاہتی تھی زندگی کے بہت سے فیصلے [illegible] نے لیے تھے [illegible] اپنی زندگی سے متعلق ہر فیصلہ وہ خود کرنا چاہتی تھی۔ جب کہ اس

احساس کو اپنی ذات سے کھرچ دینا چاہتی تھی جو تایا جی
اور ان کے کیے گئے فیصلے کی بدولت اس کی روح پر بوجھ
بن گیا تھا۔ حقیقت میں اس نے جو کرنا تھا وہ اس پر
عمل کرنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

✿ ✿ ✿

جہاں ایمن کی ان کے آفس میں موجودگی ان کے
لیے باعث حیرت تھی وہیں اس کے بولنے کا انداز ان
کے لیے تحیر خیز تھا۔ وہ نجانے کتنے عرصے کا غبار نکال
رہی تھی۔ جو کچھ وہ کہہ رہی تھی وہ ان کے لیے
تکلیف دہ تھا۔ پریشانی کی ایک اور لہر تھی جو کھل کر ان
کی اذیت میں اضافہ کر رہی تھی۔ انہیں ثروت نے
بہت مایوس کیا تھا حالانکہ اپنی دانست میں اسے عدیل
سے ملنے سے منع کرنے کے بعد وہ خاصے مطمئن ہو گئے
تھے۔ مگر اب ایمن کے اس انداز نے انہیں پریشان
کر دیا تھا۔ نجانے عدیل نے کیسا ری ایکٹ کیا تھا کہ
ایمن بتانے سے گریزاں تھی۔ وہ تو بس آج اپنا آپ
کھول کر انہیں دکھانا چاہتی تھی۔

"تایا جی! آج میں آپ کو اپنے دل کی ہر بات ہر
احساس سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں کیونکہ آج مجھے
احساس ہوا ہے کہ کامیاب زندگی کو جو شے دوام بخشتی
ہے وہ لازمی طور پر یہ نہیں ہے کہ اپنی زندگی کی تمام کی
تمام ڈوریں کسی اور کے ہاتھوں میں تھما کر خاموش
تماشائی کی طرح آنے والے حالات کا انتظار کریں۔
میں اپنی زندگی آپ جینا چاہتی ہوں اور اس سے وابستہ
ہر فیصلہ بھی خود کرنا چاہتی ہوں چاہے غلط ہی کیوں نہ
ہو۔ کم از کم میں اس پچھتاوے کا تو سامنا نہ کر سکوں
گی کہ میری وجہ سے کتنے لوگ تکلیف میں ہیں۔
پچھتاوا اس کیفیت کے لیے ایک معمولی اور حقیر لفظ
ہے۔ میں جانتی ہوں کہ آپ مجھ سے بے حد محبت
کرتے ہیں [illegible] آپ اپنے محبت کرنے
والوں کی اس شدت سے کہ اپنی ذات کی تمام خوشیاں آپ
کی خوشیوں سے مشروط کر دے یہ بات جہاں مسرت
کی ہے وہیں اذیت ناک بھی۔ اذیت ناک اس لیے
کہ بعض اوقات آپ کو بہت سی خواہشات ان کی
خوشیوں پر قربان کرنا پڑتی ہیں جو آپ سے محبت کرنے
کے دعویدار ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اگر
آپ خوش نہ ہوں تو کیا یہ بات اذیت ناک نہیں؟" وہ
بھرائی ہوئی آواز میں کہتے ہوئے سوالیہ نظروں سے
انہیں دیکھ رہی تھی۔ ایمن کے مدھم مگر حد درجہ
یاسیت بھرے لہجے نے انہیں عجیب سے احساسات کی
گرفت میں لیا ہوا تھا۔ ایمن کے چہرے پر پھیلے
تاثرات انہیں پچھتاوے میں مبتلا کر رہے
تھے۔ دل انجانے خدشات کی لپیٹ میں تھا اور وہ ان
کے خدشات سے بے خبر اپنی ہی کہے جا رہی
تھی۔

"کچھ حقیقتیں سفاک ہوتی ہیں جنہیں نا چاہتے
ہوئے بھی قبول کرنا پڑتا ہے۔ آج سے پہلے میں آپ کو
پاپا کا نعم البدل سمجھتی رہی تھی اس چیز سے بے نیاز
ہو کر کہ کوئی بھی کسی کی جگہ نہیں لے سکتا اور خاص
طور پر والدین کی جگہ تو کبھی۔ جو کچھ بھی آج تک آپ
نے میرے لیے کیا ہے وہ کسی بھی طور پر ایک باپ سے
کم نہ تھا مگر تایا جی ایمن اب اس حقیقت کو قبول کر چکی
ہوں کہ میرے پاپا مر چکے ہیں اور آپ صرف میرے
تایا جی ہیں جو زبردستی طور پر خود کو میری خوشیوں کی ذمہ
داریوں کے پابند کیے ہوئے ہیں۔ میں آپ کو اس بوجھ
سے آزاد کرنا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ
سے صرف پیار کریں مجھے اپنا فرض نہ سمجھیں۔

بچپن سے لے کر آج تک میں نے آپ کی ہر
بات مانی۔ آپ کے دلائل کے سامنے اپنی خواہشات کو
قربان کیا۔ میں کبھی بھی آپ کی باتوں سے مطمئن نہیں
ہوئی تھی لیکن اظہار میں نے آپ کو کبھی اس چیز کا
احساس نہیں ہونے دیا۔ امی نے مجھے اس قدر ڈرپوک
بنا دیا تھا کہ خواہشات کا اظہار بھی میرے نزدیک ایک
گناہ اور [illegible] تھا۔ تربیت کے نام پر انہوں نے
مجھے [illegible] اپنی فطرت کے خلاف مجھے جینے
پر مجبور کیا۔ میں [illegible] کبھی نہ تھی جیسا آپ نے
مجھے دیکھا اور محسوس کیا۔ جیسی وہ خود تھیں ویسا ہی

UrduPhoto.com

محسوس کر رہے تھے۔

"جودت سے شادی سے قبل آپ نے مجھے بتایا تھا کہ پاپا کے پراپرٹی شیئرز میرے نام ہیں جو شادی کے بعد آپ نے یاسر بھائی اور جودت کی کمپنی میں انویسٹ کر دیے تھے تو کیا اب بھی۔" دانستہ اپنی بات کو اس نے وہیں ختم کر دیا تھا البتہ تایا جی کے لیے اس نامکمل بات کو سمجھنا مشکل نہ تھا لیکن ایمن کے منہ سے شیئرز کا ذکر انہیں حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔ کل تک جو چیز اس کے لیے غیر اہم تھی آج وہ بطور خاص ان سے اس بابت استفسار کر رہی تھی۔

"تمہاری علیحدگی کے بعد میں نے وہ شیئرز کسی اور کمپنی میں انویسٹ کر دیے تھے اور ابھی سے جو بھی پرافٹ ہوتا رہا ہے وہ میں تمہارے اکاؤنٹ میں جمع کرواتا رہا ہوں۔" وہ اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے پرسوچ انداز میں گویا ہوئے تھے۔

"تایا جی! ان شیئرز کی مالیت کتنی ہوگی؟" وہ نظریں جھکائے پوچھ رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ آخر وہ کیا چاہتی ہے۔

"ایمن [illegible] سب کیوں پوچھ رہی ہو؟" بالآخر وہ پوچھنے پر مجبور ہوئے تھے۔

"کیونکہ میں انہیں بیچنا چاہتی ہوں۔" اس کی نظریں بدستور جھکی ہوئی تھیں۔

"لیکن کیوں؟" انہیں شدید جھٹکا لگا تھا۔

"کیونکہ تایا جی! میں عدیل کو کھونا نہیں چاہتی۔ ایک بار پھر خود کو بے دردوں کے چنگل میں اتارنا نہیں چاہتی وہ جیسا بھی ہے اب مجھے اسی کے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔ آپ، امی اور جودت کی طرح اس سے مجھے کوئی امید وابستہ نہیں کی بلکہ ہر معاملے میں مجھے آزادی کا احساس دیا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے مجھے [illegible] پر اعتبار بخشا اب مجھے اپنی ذات کمتر اور بے مایا نہیں [illegible]

جودت نے [illegible] کرنے کے لیے جتنی بڑی رقم آفر کی ہے میں اس سے زیادہ اسے دینا چاہتی ہوں۔ میں ایک بار پھر جودت کو اپنی زندگی میں زہر

[illegible] نے مجھے رہنا یا بچانے کے [illegible] زندگی سے کچھ سبق حاصل کر کے میری تربیت کرتیں۔ انہوں نے مجھے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ وہ خود کو [illegible] کے درمیان ان فٹ محسوس کرتی تھیں۔ انہوں نے بھی تنہائی کا عادی بنا دیا مجھے۔ وہ کہیں جانے کی اجازت نہ تھی۔ انہوں نے مجھے دنیا سے کٹ کر ایک الگ دنیا کا باسی بنا دیا ایسی دنیا جس میں میرے لیے کوئی رنگ نہ تھا اپنی دانست میں انہوں نے میری بہتری چاہی ہوگی ان کا خیال ہو گا کہ نہ میں ارد گرد کے لوگوں سے تعلق رکھوں گی اور نہ ہی لوگ مجھے ان کے حوالے سے طعنے دیں گے۔ انہوں نے حالات سے نظریں چرائیں اور مجھے بھی ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔ نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ میں آج بھی تنہا اپنی ذات کے سمندر کے بیچ کھڑی ہوں۔"

"ایمن! پلیز صاف صاف بتاؤ کہ عدیل نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کیا اس نے بھی۔" ایمن کے اس انداز نے ان کے روئیں روئیں میں ایک اضطراب سا ارتعاش بپا کر دیا تھا۔

"نہیں تایا جی! اب میں مزید اپنی فطرت سے لڑ نہیں سکوں گی۔ میں اپنی اس ذات کو کنارے پر خود [illegible] مزید آپ لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میں بہت مجبور ہوں تایا جی! میں اب اپنے آپ کو حالات کے دھارے پر چھوڑنا نہیں چاہتی بلکہ حالات کو اپنے بس میں کرنا چاہتی ہوں۔"

آخر ایک [illegible] کے ساتھ اس نے [illegible] اپنا [illegible] تھے [illegible] وہ اس [illegible] انہوں [illegible] ان کی جان [illegible] ایمن کی طرح رو کر اپنے دل کا غبار نکال سکیں لیکن وہ خود کو ایسا کرنے پر مجبور [illegible]

UrduPhoto.com

"تایا جی! میں آج آپ سے کچھ مانگنے آئی ہوں۔" [illegible]

[illegible] خود کو بھی [illegible]

تم سے ... دوں گی سو عدیل کو مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے اور اس نے اس کے لیے جس چیز کا سہارا لیا ہے وہ ہے جویریہ "جو عدیل کی کمزوری ہے۔ اس کمزوری کے علاوہ اس میں اور کوئی خامی نہیں ہے اور میں جویریہ کو عدیل کی اس کمزوری کو استعمال کرنے نہیں دوں گی۔ میں اسے کبھی اس چال میں کامیاب ہونے نہیں دوں گی۔" وہ نہیں گویا ساری بات سمجھ میں آگئی تھی۔ انہوں نے ایک سکون بھرا سانس خارج کیا تھا۔

جویریہ کی عدیل کے ساتھ کی گئی ملاقات کی وجوہات تھیں یہ معمہ حل ہو چکا تھا۔ سو جویریہ کو بالکل مختلف سمجھے تھے اب انہیں اندازہ ہوا تھا کہ وہ رحمان قدوسی کا بیٹا تھا تو کیسے اس سے مختلف ہو سکتا تھا؟ البتہ پھر کچھ سوچتے ہوئے انہوں نے ایمن کو مخاطب کیا تھا۔

"ایمن! کیا عدیل نے تم سے ایسا کوئی مطالبہ کیا؟"

"جویریہ کا تذکرہ اور اس کے افیئر کے بارے میں بتانے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔" ایمن نے الجھن آمیز انداز میں کہا تھا۔

"میں یقین نہیں کر سکتا کہ عدیل کا یہ مقصد ہو گا، وہ ایسا نہیں ہے۔" ان کے لہجے میں بولتا یقین ایمن کے لیے حیران کن تھا۔

"تایا جی۔۔۔!" اس نے کچھ کہنا چاہا تھا مگر تایا جی نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا تھا۔

"ایمن! ایسا نہیں ہے وہ، اگر ایسا ہوتا تو میں اس سے تمہاری شادی کبھی نہ کرتا۔ میں نے شادی سے پہلے اسے کہہ بھی دیا تھا کہ اگر وہ چاہے تو میں اسے بزنس کے لیے سرمایہ فراہم کر سکتا ہوں لیکن اس نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنی محنت سے اپنا بزنس اسٹارٹ کرے گا اور مجھے اس کی یہ بات بہت پسند آئی تھی۔ ... مجھے پہلے ہی بتایا تھا کہ وہ ایک سیلف میڈ انسان ہے، آج وہ جو کچھ بھی ہے صرف اپنی وجہ سے ہے۔ بزنس سرکلز میں اس کا نام کیونکہ جینئس سمجھا جاتا ہے، مجھے اس پر فخر ہے اور آج میں تمہیں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ جویریہ سے پہلے تمہارے حوالے سے وہ میرا پہلا انتخاب تھا مگر جویریہ کی ضد کی وجہ سے میں کمزور پڑ گیا تھا۔ تمہارے لیے میری پہلی چوائس عدیل ہی تھا سو عمر تھا مگر اس کے باوجود میں اس کی شخصیت سے متاثر تھا۔ اس کی بھرپور شخصیت ہی میرے لیے تمہاری خوشیوں کی ضامن تھی۔"

ایمن پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ وہ جلد باز نہیں تھی مگر آج اس کی جلد بازی نے اسے تایا جی کے سامنے شرمندہ کر دیا تھا۔ کسی بھی حقیقت اخذ کرنے کے بعد اس نے عدیل کے بارے میں غلط اندازہ لگایا تھا اب وہ جان پائی کہ ابھی تک وہ اپنی پچھلی زندگی کے زیر اثر تھی۔ غلطی جو اسے تایا جی کے حوالے سے تھی ایک دم ہی ہوگئی تھی۔ وہ خاموشی سے اٹھ کر تایا جی کے کمرے سے نکل آئی تھی تایا جی نے بھی اسے روکنے کی سعی نہیں کی تھی۔ وہ مزید اسے شرمندہ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر آج کی ملاقات نے انہیں ایک بالکل ہی ایمن سے متعارف کروایا تھا جو کم گو نہیں تھی بلکہ شکایات کا ایک لاوا اپنے اندر چھپائے بیٹھی تھی۔ آج جہاں وہ ایمن کو جان پائے تھے وہیں انہیں اپنی بہت سی کوتاہیوں کا ادراک بھی ہوا تھا۔ لیکن مقام شکر تھا کہ بہت دیر نہیں ہوئی تھی۔ سو وہ اپنے اندر ایک بھرپور طمانیت کو اترتے ہوئے محسوس کر رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

آفس کے پارکنگ میں عدیل کی مارگلہ کھڑی دیکھ کر اسے ایک بار پھر شرمندگی کے احساس کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وہ فرنٹ ڈور کھولے سینے پر بازو باندھے گاڑی سے ٹیک لگائے شاید اسی کا منتظر تھا۔ وہ اس سے نظریں ملائے بغیر فرنٹ سیٹ پر آبیٹھی تھی۔ عدیل نے فرنٹ ڈور بند کرتے ہوئے اس کے چہرے کو جانچا تھا پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بھی عدیل نے اسے دیکھا لیکن کچھ کہنے سے احتراز کیا تھا۔ گاڑی کو مین روڈ پر لا کر اس نے گاڑی کی رفتار دانستہ سست کر دی تھی۔ سو دونوں کے مابین خاموشی محو گفتگو تھی۔ پھر چند لمحوں بعد

عدیل نے اسے مخاطب کیا تھا۔
"جب تم اپنی امی کے گھر نہیں گئیں تو میرا خیال تھا کہ تم یہاں ضرور ہو گی اور انکل کی گاڑی نے میرے خیال کی تصدیق بھی کر دی تھی۔ اسی لیے میں دو گھنٹوں سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" ایمن کی خاموشی جوں کی توں برقرار تھی۔
"ایمن!" عدیل نے ایک بار پھر اسے مخاطب کیا تھا۔
جواب میں وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر رونے لگی تھی۔ کل سے جس قسم کے حالات کا سامنا وہ کر رہی تھی یہاں اس مقام پر اسے اپنے اعصاب ٹوٹتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ عدیل کے لیے اس کا رونا قطعی غیر متوقع نہ تھا۔ چند لمحوں تک وہ اسے اس طرح روتا دیکھتا رہا تھا پھر آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے شانے سے لگا لیا تھا۔ وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور ایک ہاتھ سے سہارا دیے ہوئے تھا۔ اس کا سسکیاں لیتا وجود عدیل کو احساس جرم میں مبتلا کرنے لگا تھا۔ چند ساعت بعد اس نے ایمن کو مخاطب کیا تھا۔
"ایمن! میں نے تمہیں پہلے روز ہی کہا تھا کہ ہمیں بہت سی باتیں ایک دوسرے سے شیئر کرنی چاہئیں چاہے وہ باتیں ضروری ہوں یا غیر ضروری۔ اگر تم ایسا کرتیں تو تمہیں پہلے تمام شکوک و اوہام کا جواب مل جاتا اور آج تمہیں ان احساسات کا سامنا نہ کرنا پڑ رہا ہوتا۔" یقیناً وہ اس کے شرمندہ ہونے کے بارے میں کہہ رہا تھا۔
"میرا تمہارے سامنے جووت کا ذکر کسی اسکیم کا حصہ نہ تھا بلکہ میں تو خود ان خدشات سے نجات پانا چاہتا تھا جو جووت سے ملاقات کے بعد میرے اندر جڑوں کی طرح پھیلنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ جس شدت سے تم سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتا تھا [...] ایک [...] تھا جیسے [...] اطمینان ایک طرف نہ ہو۔ میں [...] وہم [...] شکوک و شبہات ختم کر لیتے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ میں تم سے اس

سلسلے میں ضرور بات کروں گا ورنہ [...] میں نے تم سے کس انداز میں بات کی کہ تم نے شاید [...] نے تمہیں حیرت [...] کیا تھا لیکن میں نے [...] نہیں کیا۔
ایمن میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں رشتوں سے ناآشنا رہا ہوں اس لیے کسی کے جذبات کو سمجھنا میرے لیے کوئی آسان عمل نہیں ہے۔ میری بات لفظوں سے سمجھانا پڑتی ہے۔ پہلی بار ہوا تمہاری خاموش مگر صدائے احتجاج بلند کرتی نگاہوں کا مفہوم میں سمجھ گیا تھا۔ تم اس لیے مجھے کوئی ایسا تصور کر رہی تھیں۔ میری کمزوری ہے یہ بات میں نے تم سے کبھی نہیں چھپائی لیکن شاید میں تمہیں بتانا بھول گیا تھا میرے نزدیک اس پیسے کی اہمیت زیادہ ہے جو خود میری اپنی محنت سے حاصل ہو۔
جووت کی پیشکش میری غیرت پر تازیانے کی طرح لگی تھی۔ میں نے اسے اس بارے میں کوئی جواب نہیں دیا تھا کیونکہ میرے نزدیک اس کا کوئی جواب تھا ہی نہیں۔ بزنس کرنے کا خواب مجھے ذلت انگیز لگنے لگا تھا جو اب خواب کے بجائے حقیقت بننے والا ہے۔" ایمن نے [...] کر اسے دیکھا تھا۔
"تم یقیناً یہی سوچ رہی ہو کہ مجھے واقعی [...] مل گیا ہے نا!" وہ مسکراتے ہوئے شریر انداز میں پوچھ رہا تھا۔ جواباً ایمن نے کسی بھی ردعمل سے خود کو باز رکھا تھا۔ وہ ایک بار پھر اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں گویا ہوا تھا۔
"میں کچھ عرصے سے اپنی سوفٹ ویئر کی ڈرائنگ پر کام کر رہا تھا۔ اب میں اسلام آباد کی ایک نئی [...] کو سیل بھی کر چکا ہوں اور اب میں اس قابل ہو گیا ہوں کہ کسی کی محتاجی نہ کروں۔" عدیل کا وضاحت دینا جیسے اس کے اندر ایک نئی روح پھونک رہا تھا۔ اس کے ذہن میں وہ باتیں گونج رہی تھیں جو اس نے [...] کی تھیں اور حقیقت وہ باتیں نہیں بلکہ وہ زہر تھا جو [...] کتنے عرصے سے اپنے اندر [...] جاری [...]

میں بعض لوگ میرے جیسے ہوتے ہیں
اپنے گلے میں مظلومیت کا ڈھول ڈالے ہر جگہ
ظاہر کرتے ہیں جب مٹھی میں سے اس وقت کے
مانند پھسلنے لگتا ہے تب یہ لوگ بالکل ریت کی
پڑے اس مظلومیت کے ڈھول پیٹنے لگتے ہیں اور
صرف ایک سوال کے متلاشی رہتے ہیں کہ آخر
ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟ میری
زندگی میں نہ تو دوش قسمت کا تھا اور نہ ہی حالات
میں خود اپنی ناکامی کی ذمہ دار تھی بجائے یہ کہ میں اپنی
غلطیوں کو قبول کرتی سارا الزام بابا جی کے سر تھوپ
دیا۔ نجانے وہ کونسا لمحہ تھا جب بابا جی کے اخلاص کو
میری کم عقلی نے زیر کر دیا تھا۔ محض ایک پل میں
نے انہیں خود سے جدا کر دیا تھا۔ جودت نے جو کچھ
میرے ساتھ کیا لاشعوری طور پر اس کا الزام
میں نے بابا جی کو دیا حالانکہ ہمارے معاملے میں
جودت بھی اتنا قصور وار نہ تھا جتنا کہ میں۔ بعض
اوقات جب کوئی ہمارے ساتھ برا کرتا ہے تو اس کے
ایسا کرنے میں ایک فیصد ہاتھ خود ہمارا ہوتا ہے۔ ہم خود
اسے موقع دیتے ہیں کہ وہ ہمیں ڈیل کرے۔ مجھ میں
نے جودت کو موقع دیا۔

بچپن اور نحشا کی حرکتوں کو میں نے ہمیشہ اس سے
چھپایا۔ کبھی ان کے برے رویے کی بھنک بھی اسے
پڑنے نہیں دی۔ شاید میری اسی حرکت نے بھابھی کو
بھرپور موقع فراہم کیا تھا کہ وہ جودت کو مجھ سے متنفر
کریں اور انہوں نے کیا بھی۔ اور میں نے کیا
کیا؟ کوئی وہ جو انہوں نے چاہا میں کیا۔ اتنی بے وقوف
تھی کہ انہوں نے جیسا چاہا میں ویسا کرنے
لگی۔ [illegible]
[illegible]

خواتین ڈائجسٹ
کا مقبول ترین سلسلے وار ناول
جو بہنوں نے بہت پسند کیا
ذرا پھولوں کی بستی
مصنفہ: نگہت عبداللہ
- خوبصورت سرورق
- بہترین چھپائی
- آفسٹ پیپر مضبوط جلد کے ساتھ
شائع ہو گیا ہے
قیمت صرف 400/ روپے
ڈاک خرچ 50/ روپے
کتاب بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے 450/ روپے کا منی آرڈر ارسال فرمائیں
کتاب منگوانے کا پتا
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی 74200
فون نمبر 2216361

بھی نہیں عدیل کو شیرز کی رقم آفر کرنے سے پہلے تایا
جی کے پاس تک گئی تھی اور اگر میں ایسا نہ کرتی تو شاید
نجانے عدیل کی نظروں میں میرا مقام کیا ہو
رہتا۔ اس دنیا میں کروڑوں اربوں لوگ زندگی گزار
رہے ہیں مگر ہر کسی کا زندگی گزارنے کا طریقہ دوسرے
سے مختلف ہوتا ہے اور اب مجھے بھی اپنی ماں کی
زندگی کی پرچھائیوں سے نکل کر اپنی زندگی گزارنی ہے
صرف اپنی۔"

وہ اس وقت آنکھیں موندے مختلف لمحات کی
گرفت میں تھی۔ معاً گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی
تھی اور وہ جو اپنے خیالوں میں اس حد تک گم تھی کہ
عدیل کی موجودگی تک فراموش کر چکی تھی ایک دم
اپنے حواسوں میں لوٹ آئی۔ ہوش میں آتے ہی اسے
احساس ہوا تھا کہ وہ ابھی تک عدیل کے شانے سے لگی
ہوئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ عدیل کا ہاتھ مکمل طور پر
اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھی۔ وہ یکدم اس سے
الگ ہو کر دوپٹے سے اپنا چہرہ صاف کرنے لگی
تھی۔ عدیل نے اس کے چہرے کے تاثرات کو دیکھنا
چاہا تھا مگر وہ مسلسل سر جھکائے ہوئی تھی۔

"ایمن! اب بھی تمہیں کسی قسم کی وضاحت کی
ضرورت ہے۔" عدیل نے اس کی طویل ہوتی مسلسل
خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا تھا۔ جواب
میں اس نے نفی میں سر ہلایا تھا لیکن سر بدستور جھکا ہوا
تھا۔

"ایمن!" اس نے پریشانی سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا
تھا۔

"میں بہت بری ہوں عدیل! بہت، ہے نا؟ میں
نے تمہارے اور [illegible] کے لیے بہت برا سوچا ان
کے خلوص پر شک کیا میں اپنے آپ کو بھی معاف
نہیں [illegible] وہ [illegible] ہوئی آواز میں کہہ رہی
تھی۔

UrduPhoto.com

[illegible] نہیں جانتی مجھے کیا ہو گیا تھا [illegible]
[illegible]
انہوں نے میرے بارے میں کیا سوچا ہو گا۔"

"انہوں نے تمہارے بارے میں جو کچھ سوچا ہو گا
میں جانتا ہوں اچھا ہی سوچا ہو گا کیونکہ وہ تمہارے
بارے میں برا سوچ ہی نہیں سکتے۔ ایمن وہ تم سے بہت
محبت کرتے ہیں۔" عدیل نے جیسے اسے تسلی دی
تھی۔ اس نے سر اٹھا کر عدیل کو دیکھا تھا جو اسے ہی
دیکھ رہا تھا۔

"جہاں تک میرے متعلق غلط سوچنے کی بات
ہے تو میرا خیال ہے تم اس سلسلے میں حق بجانب تھیں
میرا مطلب ہے میں نے خود تمہیں ایسا موقع دیا۔
شادی کے بعد جس محبت کی تمہیں ضرورت تھی
میں تمہیں نہ دے سکا۔ جس توجہ کی تم مستحق تھیں
میں اس سے دانستہ کوتاہی کرتا رہا۔ برا تو میں ہوں
ہے نا؟" اس نے مسکراتے ہوئے بالکل ایمن کے
انداز میں تائید چاہی تھی۔ اس کے اس انداز پر ایمن
کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلنے لگی تھی۔

"اب ٹھیک ہے، تم صرف ہنستے ہوئے اچھی لگتی
ہو۔" عدیل نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ معاً
ایک بار پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایمن کو اپنے نزدیک
کر لیا تھا۔ ایمن نے چونک کر اسے دیکھا تھا وہ بھی
اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔

"ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کرنا مجھے مشکل لگا کرتا
تھا لیکن۔ آج یہ مشکل بہت اچھی لگ رہی ہے۔"
ایمن چاہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو اس سے الگ
نہیں کر سکی تھی۔ محبتوں سے منہ موڑنا اب اس قدر
آسان بھی نہ تھا اس نے عدیل کے شانے سے
سر ٹکاتے ہوئے آنکھیں موند لیں تھیں مکمل
طمانیت اور آسودہ خاطری جیسے اس کے رگ و پے میں
سرایت کر گئی تھی اب آگے کا سفر اس کے لیے خوشیوں
کا سفر تھا۔ کٹھنائیاں وہ طے کر چکی تھی اور اب ایک
روشن اور پرسکون سفر اس کا منتظر تھا۔ عدیل نے اس
کے پرسکون چہرے کو دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر سامنے
دیکھنے لگا۔

☆ ☆